بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کفور نفور عن الدین مرتد　　　وکذ باً تسمی بعبد الشکور

قصبہ موراواں ضلع اُناؤ کے مناظرے کی ایمان افروز کفر سوز دل چسپ روداد

مسمیٰ باسم تاریخی

مبلغ وہابیہ کا گریز

۱۳۵۹......ھ......

المعروف بہ

مناظرۂ موراواں، ضلع اُناؤ

ترتیب

حضرت مولانا ابوظفر محمد سالم بن شیخ علی باوزیر آل عباس قدس سرہ العزیز

ممبر آف مسلم لیگ صوبہ بمبئی رول نمبر ۴۸۹

ترتیب جدید

وارث علوم شیر بیشۂ اہل سنت ابوالفضل محمد شایان رضا زیدی مدظلہ النورانی

ناشر

حشمتی اکیڈمی

ربناتقبل منااِنک انت السمیع العلیم

نام کتاب	:	مناظرۂ موراواں اُناؤ یوپی انڈیا
ترتیب	:	حضرت مولانا ابوظفر محمد سالم بن شیخ علی باوزیر آل عباس قدس سرہ
ترتیب جدید	:	وارث علوم شیر بیشۂ اہل سنت ابوالفضل محمد شایان رضا زیدیؔ مدظلہ النورانی
تصحیح جدید	:	خلیفۂ حضور شیر بیشۂ اہل سنت قاری محبوب علی خاں مدظلہ النورانی
کتابت	:	ابوالفضل محمد شایان رضا زیدیؔ، حافظ سعید رضا خاں
صفحات	:	۱۲۸
اشاعت باراول	:	بموقع عرس قاسمی مارہرہ شریف.................۱۴۳۳ھ
تعداد اشاعت	:	۱۱۰۰ر گیارہ سو

ناشر	:	حشمتی اکیڈمی آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف یوپی
رابطہ نمبر	:	09616977067۔08756503700۔09997003192

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہدۂ شیر بیشۂ اہل سنت..................دوسری جلد

فہرست مضامین

شمار نمبر	مشمولات	صفحہ نمبر

تفصیل بالاجمال مناظرۂ موراواں، اُناؤ

مناظرۂ اہل سنت	:	حضور شیر بیشۂ اہل سنت ابوالفتح عبید الرضا رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ
مناظرۂ اہل دیابنہ	:	شغال صحرائے دیوبندیت مولوی نور محمد ٹانڈوی علیہ ماعلیہ
موضوع مناظرۂ ہذا	:	کفریاتِ طواغیت اربعہ علیہم ماعلیہم
مقام مناظرۂ ہذا	:	حاکم پرگنہ کا بنگلہ، موراواں ضلع اُناؤ یوپی انڈیا
تاریخ مناظرۂ ہذا	:	چہارشنبہ یکم ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۹ھ کو صبح آٹھ بجے
فتح مناظرۂ ہذا	:	اہل سنت و جماعت

ابوالفضل زیدی حشمتی غفرلہ ربہ القوی

بحمدہ تعالیٰ

یہ مبارک رسالہ، محمدی فوج ظفرموج کا فتح مندر سالہ، موراواں ضلع اُناؤ کے مناظرۂ مسلمانانِ اہل سنت ومرتدین دیوبندیہ کی اجمالی مختصر روداد سنانے والا، امام الخوارج عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' کی وہابیت وخارجیت کے ناپاک چہرے پر سے نقابِ تقیّہ دورکر کے اُس کی دھجیاں اڑانے والا، حکیم الامۃ الوہابیہ اشرفعلی تھانوی کے کفروارتداد کوٹھیک دوپہر کے آفتاب سے بھی زائد روشن طور پر دکھانے والا، تمام وہابیوں دیوبندیوں کفوریوں کو کفرِ وہابیت وارتدادِ دیوبندیت والحادِ خارجیت سے توبۂ صیحہ شرعیہ کرنے اورازسرِ نوسنّی مسلمان ہونے کی سچی ہدایت شرعیہ فرمانے والا، جس کو بنظر انصاف دیکھنے والا، بزبانِ حال یوں ترنّم ریز ہے کہ:

لکھنؤ کے پاٹے نالے میں امامت کُھل گئی
اِس قدر چھینٹے پڑے مذہب کی رَنگت دُھل گئی
راز وہ کیوں کر چھپے جس پر ہو محفل کی بِنا
آخرش کاکوروی کی خارجیت کُھل گئی

موضوعاتِ مناظرۂ ہذا

پہلا موضوع یہ لکھا گیا ہے کہ پہلے، فریق دوم مولوی اشرفعلی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی اور قاسم نانوتوی کو ان کی کتابوں ''حفظ الایمان و براہین قاطعہ وتحذیر الناس'' کی بنا پر کافر مرتد ثابت کرے گا اور فریق اول ان کو مومن کامل ثابت کرے گا۔

دوسرا موضوع یہ لکھا گیا ہے کہ فریق دوم مولوی اسمٰعیل دہلوی کو ان کی کتابوں ''تقویت الایمان وصراط مستقیم ویک روزی وتنویر العینین'' کی بنا پر فقہی کافر ثابت کرے گا اور فریق اول اس کی تردید کرے گا۔

اور تیسرا موضوع یہ لکھا گیا ہے کہ فریق اول مولوی احمد رضا خاں صاحب کو ان کی کتابوں سے کافر ثابت کرے گا اور فریق دوم اس کا رد کرے گا۔ تو اس مناظرے میں یہ تینوں موضوع شروع سے آخر تک فریقین کے کفر و اسلام کے سوا اور کچھ نہیں۔

جان تو جان جہاں

جان جہاں بر تو نثار

از ......حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان رئیس اعظم اڑیسہ

محبّ عزیز زید وجہہ وعلیکم لسلام ورحمۃ وبرکاتہ

بحمدہ تعالیٰ بطفیل حبیبہ علیہ لصلوۃ والتسلیم بکرم غوثنا الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیر یکنو بخیر ہے۔ خیریت محان وعزیزان مطلوب۔ بمبئی کے خط سے حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت علیہما الرحمۃ ولرضوان کے وصال پُر ملال کی خبر کی تصدیق ہوگئی تھی جس سے بہت تکلیف ہوئی تھی اور ہے۔ الہ آباد کے خط میں حضرت موصوف کے حالاتِ زندگی اور اظہار تاثرات کا مطابہ ہے۔ حالات زندگی کا وہ پہلو جو دین متین سے تعلق رکھتا ہے وہ اس قدر ظاہر اور باہر ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ رہے تاثرات جو فقیر کے قلب میں ہیں اُن کے اظہار کی استطاعت کہاں؟

یوں تو فقیر نہ اہل قلم ہے نہ اہل زبان۔ اگر ہوتا بھی تو اظہار مشکل تھا۔ نہایت اختصار واجمال کے ساتھ چند جملے حوالۂ قلم کرتا ہوں۔

حضرت علیہ الرحمہ کے کمالات ظاہریہ شہرۂ آفاق تھے۔ کمالات باطنیہ اہل باطن جانیں اس دور میں سب سے خطرناک اور ایمان سوز تحریک دیوبندیت ووہابیت کی تحریک ہے جو کفر محض کو اسلام خالص اور افرومرتد کو کامل الایمان ظاہر کر کے لاکھوں کو گمراہ وبددین بارہی ہے۔ اس امر مخصومیں علیہ الرحمہ اپنے انداز میں فرد تھے۔ یہ ایک ایسا خلا ہے ہ اس کا پر ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ فقیر سے کئی مرتبہ اختلاف ہوا پھر رفع ہوگیا۔

شکر رنجیاں ہوئیں دور ہوتی رہیں۔ آخر میں غای پور جیل سے آنے ے بعد ہمارے یہاں بھدرک کے احباب اہل سنت نے اپنی دیرینہ خواہش کی بنا پر حضرت کو دعوت دی اور سفر خرچ بھیجا۔ فقیر نے سفارشی عریضہ حاضر کیا۔ حضرت موصوف نے دعوت نامنظور کر کے سفر خرچ واپس فرما دیا اور دیناج پور کو ترجیح دے دی۔ اس پر فقیر کو تکلیف ہوئی۔ حضرت سے عرض کیا کہ اگر آئندہ کبھی احباب اہل سنت نے جناب کی تریف آوری کے متعلق سفارش کے لیے کہا تو ان سے صاف عرض کر دے گا کہ فقیر کی سفارش پر حضرت شیر بیشۂ سنت تشریف نہیں لاتے لہٰذا بیکار ہے۔ اس کو سن کر حضرت موصوف بہت متاثر ہوئے اور اخیر ملاقات جورسولی ضلع بارہ بنکی کے مناظرہ میں ہوئی اس میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ اس قدر اصرار اور وسئط کے بھرمار سے معافی مانگی کہ کہ فقیر بہت شرمندہ ہوا۔ مجبوراً یہ عرض کرا ہی پڑا کہ فقیر کے دل سے اب یہ بات نکل گئی۔ کیا خبر تھی کہ یہ اظہار مجبت باعث ازیاد اثر فرقت ہوگا۔ اب وہ کیفیت بار بار یاد آتی ہے دل کو تڑپاتی ہے۔ کاش اس وقت ملاقات نہ ہوئی ہوتی تو شاید صدمہ میں اضافہ ہوتا۔ جہاں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت ''اشداء علی الکفار'' کے رنگ میں مشہور تھے وہاں ''رحماء بینھم'' کا یہ حال تھا کہ فقیر یسے ناکارہ پر اتنی رحمت اور اتنی زرہ نوازی فرمائی۔

بر بنائے ارشاد کریم موت العالم موت العالم اور العالم ثلمة فی الدین بقول حجۃ الاسلام رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا؂

موت عالم موت عالم ثلمہ دین نبی

جان تو جان جہاں جان جہاں بر تو نثار

ایک سانحۂ عظیمہ ہے خصوصا اس دورِ قحط الرجال میں الم بالائے الم ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ باری عزوجل اپنے محبوب اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے صدقے میں اپنے اور اپنے محبوب اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کیقرب خاص سے نوازے اور انوار قادریت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ باہ حبیبہ علیہ وآلہ وصحبہ وابنہ الصلوۃ والتسلیم

فقط والدعا

فقیر محمد حبیب الرحمٰن قادری غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ انصاف

عکس ارتداد

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اپنے فضل وکرم سے ہم کو مذہب اہل سنت کے اتباع کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے محبوب دانائے غیوب صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رضا جوئی کی سچی راہ دکھائی اور درود وسلام کے پھول نچھاور اس کے محبوب منزہ عن النقائص والعیوب صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اس کے آل واصحاب واحباب واحزاب پر جس نے حق کو باطل پر غلبہ عطا فرمایا اور اپنے رب جل جلالہٗ کے اذن اور اس کی دی ہوئی قدرت سے عالم کو'' **بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق** '' کا جلوہ دکھایا۔

پیارے سنی مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

موراواں ضلع اناؤ میں مسلمانان اہل سنت کا مرتدین وہابیہ دیوبندیہ وکفار کفوریہ، خارجیہ، سے جو مناظرہ یکم، دوم اور سوم، ربیع الاول شریف ۱۳۵۹ھ کو ہوا، اس کی مفصل روداد تو باذنہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم عنقریب شائع کی جائے گی۔ مگر چوں کہ شعیب دیوبندی، وہابی نے اپنے کاذب بالفعل معبود کی سنت پر قائم ہوکر ایک اشتہار میں لعنت الٰہی کے پھنکے اڑائے ہیں، آسمان کذب اور زمین

افترا کے قلابے ملائے ہیں۔ لہٰذا صوبۂ بمبئ کے تمام مسلمان اہل سنت کی واحد نمائندہ خالص مذہبی، اسلامی ''انجمن تبلیغ صداقت بمبئ'' کو اپنے اغراض ومقاصد کے ماتحت ضروری ہوا کہ اس کے دو خصوصی نمائندے جو مناظرہ موراواں میں شریک تھے، ان کے چشم دید حالات وواقعات مختصراً شائع کر دے تا کہ بعون تعالیٰ و بعون حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم طلوع صبح نور ہو اور کذب وافترا کی ظلمت کافور ہو، وباللہ التوفیق۔

یہ امر تو آفتاب نصف النہار سے بھی زائد روشن وآشکارا ہے کہ روافض اور وہابیہ میں پدر و پسر کا روحانی رشتہ ہے۔ محبوبان خدا پر تبرّا اور تقیہ یہ دونوں باتیں وہابیوں دیوبندیوں نے اپنے روحانی باپوں روافض سے سیکھیں۔ مگر یہ ان کے ایسے سپوت فرزند نکلے کہ تبرا و تقیہ میں ان سے بھی بدرجہا آگے بڑھ گئے۔ یہ مناظرہ درحقیقت مبلغ وہابیہ ملکی شیخ جی عبد الشکور کاکوری ایڈیٹر ''النجم'' کے ساتھ تھا اور اگر چہ ہیبت حق کے سبب خود کاکوروی جی لکھنؤ کے پاٹے نالے سے باہر نہیں نکل سکے۔ لیکن انھوں نے اپنے بیٹوں، شاگردوں۔ مریدوں کی پارٹی کو پوری طاقت کے ساتھ میدان مناظرہ میں بھیج دیا تھا۔ مفصل واقعات مناظرہ تو روداد میں آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں گے ان شاء المولیٰ تعالیٰ ثم شاء حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

یہاں صرف چند ضروری کلمے جن سے اس مناظرے پر روشنی پڑتی ہے، عرض کیے جاتے ہیں:

۱...... ایک طرف تو مولوی شعیب وہابی، دیوبندی نے سنیوں اور دیوبندیوں کے باہمی اقرار نامۂ مناظرہ پر دستخط کیے اور دوسری طرف حاکم پرگنہ نصرت

ہیں، درخواست دے دی، جس کا خلاصہ خود مولوی شعیب کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ:

''چوں کہ اس مناظرے میں سنیوں کی طرف سے مولوی حشمت علی صاحب آئیں گے، وہ علی الاعلان اشرفعلی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی کو کافر، مرتد کہیں گے، جس سے نقض امن کا قوی احتمال ہے۔ لہٰذا حفظ امن کی تدابیر اختیار کی جائیں۔''

ظاہر ہے اس درخواست کا منشا صرف یہی تھا کہ حاکم پرگنہ صاحب کو ان کے دادا پیر گنگوہی کی تکفیر سے مشتعل اور نقض امن کے خطرے سے مرعوب کر دیا جائے اور اس طرح حکم امتناعی صادر کرا کے مناظرے کی جاں گزا آفت سے دیوبندیت کی جان زار کو بچالیا جائے۔ یعنی اکڑتے کیوں ہو؟ شیر سے لڑیں گے۔ کانپتے کیوں ہو؟ ڈر لگتا ہے حاضرین مناظرہ نے جب خود مولوی شعیب کی زبان سے یہ ماجرا سنا تو عین الیقین ہو گیا کہ وہ وہابیہ، دیوبندیہ، خارجیہ جو حضور رسول اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم، سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا، سیدنا غوث الوریٰ، اور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم سے مدد مانگنے والے، ان سے فریاد کرنے والے کو کافر، مشرک کہتے ہیں۔ جب شیران بیشۂ اہل سنت کے آگے آتے ہیں تو یا پولیس المدد! پکارتے، پولیس کی دہائی دیتے ہیں۔ یعنی دیوبندی دھرم میں پولیس کا مرتبہ انبیا اولیا سے بھی بڑھ کر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

۲......اسی درخواست کی بنا پر سہ شنبہ ۳۰ رصفر المظفر ۱۳۵۹ھ کو حاکم پرگنہ صاحب نے اناؤ میں اپنے بنگلے پر بانیان مناظرہ کو بلایا اور مناظرہ بند کرنے کے لیے بہت کچھ سمجھایا، ڈرایا، دھمکایا۔ مگر جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو آخر یہ حکم دیا کہ کل جب تک

میدان مناظرہ میں ہم نہ آجائیں اس وقت تک مناظرہ شروع نہ کیا جائے۔ چہار شنبہ یکم ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۹ھ کو صبح آٹھ بجے سے مناظرہ مقرر تھا۔ مگر حاکم پرگنہ صاحب دس بجے کے بعد تشریف لائے اور آتے ہی شیر بیشۂ اہل سنت سے یہ گفتگو شروع ہوئی۔

حاکم پرگنہ صاحب: آپ لوگ مناظرہ کیجیے میں مناظرے کو نہیں روک سکتا مگر اشتعال انگیز کلمات استعمال نہ کیجیے۔

شیر بیشۂ اہل سنت: بہت مناسب ہے۔ اشتعال انگیزی سے فساد کا احتمال ہے اور فساد ہو جانے سے مناظرہ بند ہو جائے گا تو حق و باطل کے فیصلے پر پردہ پڑا رہ جائے گا۔

حاکم پرگنہ صاحب: اس مناظرے میں کسی فریق کے اکابر کو کافر، مرتد اور بے ایمان بھی نہ کہا جائے ان کلمات سے اشتعال ہوگا۔

شیر بیشۂ اہل سنت: اس مناظرے کا موضوع ہی یہ قرار پایا ہے کہ فریق دوم مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی قاسم نانوتوی کو انھیں کی تصانیف ''حفظ الایمان و براہین قاطعہ وتحذیر الناس'' سے قطعی کافر ثابت کرے گا اور فریق اول ان کو مومن کامل ثابت کرے گا اور ظاہر ہے تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی اور نانوتوی، وہابیہ، دیوبندیہ کے اکابر ہیں، جب ان کو کافر، مرتد کہنے ہی سے آپ منع کر رہے ہیں تو اسکے صاف معنی یہی ہیں کہ آپ مناظرے ہی کو بند کر رہے ہیں۔

حاکم پرگنہ صاحب: ... ایک شخص جو ان لوگوں کا ...

آبادی کا مرید ہوں اور وہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے خلیفہ تھے، تو مجھے کیوں کر گوارا ہوگا کہ میرے سامنے مجمع عام میں میرے دادا پیر کو کافر، مرتد کہا جائے۔ کیا مجھے ان لفظوں پر اشتعال نہ ہوگا؟۔

شیر بیشۂ اہل سنت: یہ میدانِ مناظرہ درحقیقت ایک مذہبی عدالت ہے۔ فریقین کے مناظرین مدعی و مدعا علیہ کی حیثیت سے حاضرین جلسہ کے دین وایمان کے سامنے اپنے مباحث پیش کر کے حاضرین کو موقع دیں گے کہ وہ اپنے ایمانی قلوب سے فیصلہ کریں کہ کون فریق مسلمان ہے اور کون کافر ہے۔ جب حاضرین کے ایمان حکم ہیں تو تم کو مشتعل ہو جانے کا کیا حق ہے۔ اگر وہ مدعی یا مدعا علیہ کی گفتگو پر مشتعل ہو جائے گا تو فیصلہ ہی کیا کر سکے گا۔ اور خود آپ کو بھی خوش ہو کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے آج آپ کو ایسا مبارک موقع دیا ہے کہ آپ اپنے کانوں سے مباحث مناظرہ سن کر، اپنی آنکھوں سے فریقین کی کتابیں دیکھ کر اپنے دین وایمان سے فیصلہ لیں کہ آپ جس کے مرید ہو گئے ہیں وہ مسلمان ہے یا کافر؟ اگر آپ کو ثابت ہو جائے کہ آپ کا پیر بحکم شریعت کافر، مرتد تھا، تو اس کی بیعت توڑ کر اس کی مریدی سے توبہ کر کے کسی سنی مسلمان متبع شریعت مرشد کے ہاتھ پر از سر نو بیعت کر لیں۔ تو اس مناظرے کو آپ نہایت اطمینان و مسرت کے ساتھ سنیں۔ آپ کو مشتعل ہو جانے کا کوئی موقع نہیں۔ یہ دین کی تبلیغ اور مذہب کی اشاعت ہے۔ اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ اپنے کفری مذہب سے توبہ کر کے سنی مسلمان بن جائیں۔ اور اگر ان کو اس کی توفیق نہ ہو تو عامۂ مسلمانان اہل سنت ان کے دھوکے

میں نہ آئیں۔ ان کے مکر وفریب سے اپنا دین وایمان بچائیں۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ کفر واسلام پر مناظرہ اشتعال انگیز ہوتا ہے۔

(۱) خود میرا ہی مناظرہ ہلدوانی ضلع نینی تال میں مولوی یٰسین خام سرائی سے۔

(۲) چکمنڈی لکھنؤ میں عبدالشکور ایڈیٹر "النجم" سے۔

(۳) راندیر ضلع سورت میں محمد حسین راندیری سے۔

(۴) پادرہ ضلع بڑودہ میں ثناء اللہ امرتسری سے۔

(۵) ادری ضلع اعظم گڈھ میں منظور سنبھلی سے۔

(۶) نان پارہ ضلع بہرائچ میں انہیں نور محمد ٹانڈوی سے۔

(۷) سنبھل ضلع مراد آباد میں منظور سنبھلی سے۔

(۸) گیا میں منظور سنبھلی سے۔

(۹) ملتان شریف میں ابوالوفا شاہ جہاں پوری سے۔

انہیں تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی، نانوتوی کے کافر ومرتد ہونے پر ہوا۔ نہ نقض امن ہوا، نہ فساد ہوا، نہ کسی کو اشتعال ہوا۔ ان تمام باتوں کے باوجود آپ کا اس مناظرے میں ہم کو تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی، نانوتوی کے کافر، مرتد ہونے پر بحث کرنے سے روکنا مذہبی تبلیغ سے روکنا ہے۔

اس گفتگو کے بعد حاکم پرگنہ صاحب خاموش ہوکر ایک چھپر میں جا کر پلنگ پر بیٹھ گئے، جہاں انھوں نے اپنی نشست گاہ مقرر کی تھی۔ اور دفعہ ۱۰۷ر کے ماتحت فریقین کے آٹھ آٹھ آدمیوں سے ایک ایک ہزار کے مچلکے اور دو دو ہزار کی

میدان مناظرہ میں علمائے اہل سنت و مسلمانان اہل سنت کو بیٹھے بیٹھے دو بج گئے۔ وہابیہ، دیوبندیہ کے مولوی کچھ تو میدانِ مناظرہ سے چلے گئے تھے اور کچھ وہیں اپنے اسٹیج پر لمبے لمبے لیٹ گئے تھے اور خوشیاں منا رہے تھے کہ ''سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا'' وہابیوں کو اطمینان تھا کہ حاکم پرگنہ صاحب نے مناظرے سے ہماری جان بچالی ہے۔

نماز ظہر سے فارغ ہو کر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اور اہل سنت کے صدر مناظرہ حضور سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میدان مناظرہ سے اٹھ کر حاکم پرگنہ صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔ اور پوچھا کہ: اب تو ۱۰۷ کی کارروائی مکمل ہو چکی ہے، اب مناظرے میں کیا دیر ہے۔ حاکم پرگنہ صاحب اخلاق سے پیش آئے اور فرمایا کہ: یہ سب فارم تصدیق کے لیے تحصیل میں بھیجے جائیں گے۔ جب تحصیل سے تصدیق آجائے گی تو میں غور کروں گا کہ مناظرے کی اجازت دوں یا نہ دوں۔ بہت ہی ردوکد و بحث و تمحیص کے بعد بالآخر ۳ بجے حاکم پرگنہ صاحب نے مجبوراً مناظرے کی اجازت دی۔ تمام انصاف پسند حاضرین نے یہ واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھ کر فیصلہ کرلیا کہ وہابیہ، دیوبندیہ پولیس والوں اور گورنمنٹ کے تنخواہ دار حاکموں کو اپنا مشکل کشا، حاجت روا جانتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

۳ ...... ابتداءً جو گفتگو عوام کو اشتعال انگیزی سے روکنے کے لیے کی گئی، اس میں مسلمانان اہل سنت کے صدر مناظرہ حضور سرکار مجاہد ملت صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ الہ آباد نے یہ جملہ فرمایا کے:

''سنی مسلمان **بھائیو!** اس وقت ان تقیہ باز وہابیوں، دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مناظرہ شروع ہوگا۔ آپ حضرات نہات

صبر وضبط اور تحمل سے کام لیں۔ کسی فریق کے مناظر کے کسی جملے پر ہرگز مشتعل نہ ہوں۔ بلکہ زبان سے کچھ بھی نہ فرمائیں۔ بس فریقین کے مناظروں کی تقریریں بگوشِ ہوش سن کر اپنے دین وایمان سے فیصلہ کرلیں کہ وہابیہ، دیوبندیہ کافر، مرتد ہیں یا نہیں؟۔''

اس کلمے پر وہابیہ، دیوبندیہ، کفوریہ کے صدر مناظرہ مولوی شعیب چراغ پا ہوگئے، اور اُچک اُچک کر کہنے لگے کہ: ہم لوگ وہابیوں کو خبیث سمجھتے ہیں، ہم ہرگز وہابی نہیں، نہ ہم تقیہ کرتے ہیں، یہ ہم پر بہتان ہے۔ شغال صحرائے دیوبندیت مولوی نور محمد ٹانڈوی اُچھل اُچھل کر چلانے لگے کہ: جب تک ان لفظوں کو آپ واپس نہ لیں گے، اس وقت تک مناظرہ شروع نہ ہوگا۔

شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام ظلہ العالی نے جواباً فرمایا کہ: آپ سب لوگوں کے مذہبی مقتدا اور عبدالشکور کاکوروی، اشرفعلی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی کے پیشوا رشید احمد گنگوہی اپنے ''فتاوی رشیدیہ'' حصہ اول مبوب کے صفحہ ۱۱۹ر پر لکھتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی، مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے، ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں، اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔''

کے عقائد عمدہ ہیں، وہابی لوگ اچھے ہیں۔ دیوبندیوں اور وہابیوں دونوں کے عقیدے بالکل ایک ہیں۔ صرف بعض اعمال میں حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کی طرح معمولی فرعی اختلاف ہے۔ یہ ہے آپ لوگوں کے رشید الاسلام والمسلمین گنگوہی کا فتویٰ کہ یقیناً آپ سب لوگ وہابی ہیں۔ پھر بھی عوام کو دھوکے دینے کے لیے اپنے آپ کو وہابی نہیں کہتے، بلکہ وہابیوں کو خبیث بھی کہہ بھاگتے ہیں۔ اور تقیہ اسی کا نام ہے کہ اپنے مذہب کے خلاف لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔

اب بتایئے! آپ سب لوگ اور آپ لوگوں کے اکابر عبدالشکور کاکوروی واشرفعلی تھانوی تقیہ باز وہابی ہوئے یا نہیں؟ اور سنیے! وہابیوں، دیوبندیوں کے حکیم الامت جناب اشرفعلی تھانوی جب تک کانپور کے مدرسہ جامع العلوم میں نوکر رہے، سنی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے مجلس میلاد مبارک میں شریک ہوتے رہے۔ رشید احمد گنگوہی نے جب اپنی ناراضی ظاہر کی، تو تھانوی صاحب نے ان کو خط لکھا، جو ''تذکرۃ الرشید'' اول کے صفحہ ۱۱۵ سے ۱۲۰ تک شائع ہوا۔ اس کے صفحہ ۱۱۸/ پر لکھتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ وہاں (یعنی کانپور میں) بدون شرکت ان مجالس کے کسی طرح قیام ممکن نہیں۔ ذرا انکار کرنے سے وہابی کہہ دیا۔ درپے تذلیل وتوہین زبانی وجسمانی کے ہوگئے۔ اور حیلہ وبہانہ ہر وقت ممکن نہیں، یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ نوے فیصد موقع پر عذر کردیا اور دس جگہ شرکت کرلی۔ اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض وواجبات کی حفاظت ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید تسامح

ہے۔ بہر حال وہاں بدون شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیوں کہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسے سے تنخواہ ملتی ہے۔''

دیکھئے! کیسا کھلا ہوا اقرار ہے کہ تھانوی صاحب وہابی مشہور ہو جانے کے ڈر سے، تنخواہ کے لالچ سے، میلاد شریف کی مجالس طیبہ میں شریک ہوتے رہے کیا اب بھی آپ لوگوں کو اپنے تقیہ باز وہابی ہونے سے انکار ہوسکتا ہے۔

اور سنیئے! یہی تھانوی صاحب اپنی کتاب ''نور النور'' مطبوع اشرف المطابع تھانہ بھون کے صفحہ ۳۵/۳۶/ پر فرماتے ہیں:

''میں اپنے دوستوں کو ایک مشورہ دیتا ہوں کہ اگر اتفاق سے وہ کسی ایسے مولد میں پھنس جائیں جہاں قیام ہوتا ہو، تو یہ اس مجلس میں مجمع کی مخالفت نہ کریں، بلکہ قیام کرلیا کریں۔ کیوں کہ ایسے مجمع میں ایک دو کا قیام نہ کرنا موجب فساد ہے۔ ہاں جہاں ہر طرح اپنا اختیار ہو وہاں تمام قیود کو حذف کردیا جائے۔ کیوں کہ ایسے موقع میں خاموش رہنا گناہ ہے۔''

دیکھئے! وہابیوں، دیوبندیوں کو ان کے حکیم الامت صاحب تقیے کی کیسی کھلی ہوئی تعلیم دے رہے ہیں۔ اسی تعلیم تقیہ پر عبدالشکور کاکوروی کا اور آپ سب تقیہ باز وہابیوں کا پورا عمل ہے اس جواب سے وہابیوں کے لبوں پر مہر لگ گئی۔

۴ ...... اقرار نامۂ مناظرہ کی رو سے مناظرہ اشرفعلی تھانوی کی اس مشہور کفری عبارت پر شروع ہوا جو انھوں نے اپنی ''حفظ الایمان'' کے صفحہ ۸ پر لکھی کہ:

''آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول

ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''

آگے چل کر لکھا:

''اور اگر تمام علومِ غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے''

تھانوی نے اس عبارت میں علمِ غیب کی صرف دو ہی قسمیں کیں۔ بعض علم غیب اور کل علم غیب۔ کل علم غیب کو حضور اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے لیے عقلی و نقلی دلیلوں سے باطل ٹھہرایا۔ اور بعض علم غیب کو حضور انور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے لیے مجبوراً تسلیم کیا۔ مگر ساتھ ہی کہہ دیا کہ یہ بعض علم غیب جو حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو حاصل ہے، اس میں کچھ حضور کی خصوصیت نہیں، ایسا علم غیب تو زید و عمر یعنی کلو، بدھو، نتھو کو بھی حاصل ہے، بلکہ ایسا علم غیب ہر بچے ہر پاگل کو بھی حاصل ہے، بلکہ ایسا علم غیب ہر ایک جانور، ہر ایک چوپائے کو بھی حاصل ہے۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ: اشرفعلی تھانوی کو کل علوم تو ہر گز نہیں اور بعض علوم میں تھانوی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو ہر کتے کو بھی حاصل ہے۔ عبدالشکور کاکوروی کے دانتوں کی کیا تخصیص ہے، ایسے دانت تو سور کے بھی ہیں۔ رشید احمد گنگوہی کی آنکھوں کی کیا تخصیص ہے، ایسی آنکھیں تو اُلو کی بھی ہیں۔ خلیل احمد انبیٹھی کے سر کی کیا تخصیص ہے، ایسا سر تو گدھے کا بھی ہے۔ اور قاسم نانوتوی کے پیٹ کی کیا تخصیص ہے، ایسا پیٹ تو بجو کا بھی ہے۔

تو کیا ان کلمات میں تھانوی، کاکوروی، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی کی توہین نہ

ہوگی؟ اگر نہیں ہوگی تو یہی عبارتیں تھانوی، کاکوروی، گنگوہی، انبیٹھوی اور نانوتوی کے حق میں لکھ کر ہمیں دے دی جائیں۔ پھر انھیں عبارتوں کو ایک پوسٹر میں جلی حروف سے شائع کر کے عوام وخواص کو نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی اور کاکوروی کے ان مناقب نادرہ سے واقف کیا جائے۔ اور اگر ان عبارتوں میں نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی، کاکوروی کی توہین محض اس وجہ سے ہوجاتی ہے کہ ان پانچوں کے علم، دندان، چشم، سر وشکم کو کتے، سور، الو، گدھے، بجو کے علم، دندان وچشم وسر اور شکم کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، تو تھانوی کی عبارت ''حفظ الایمان'' کیا حضور اقدس مالک دوعالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی سخت شدید توہین وگستاخی نہ ہوگی؟ جس میں سرکار دوعالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے مقدس علم غیب کو ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چوپائے کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

اور جب تھانوی نے اس عبارت میں حضور مالک کونین صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی سخت ناپاک توہین کی تو بحکم شریعت مطہرہ وہ یقیناً ایسا کافر ومرتد ہوگیا کہ اس کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد بھی عبد الشکور کاکوروی، حسین احمد اجودھیا باشی، شبیر احمد دیوبندی، مرتضی حسن دربھنگی وغیرہم تمام وہابیہ، دیوبندیہ جو تھانوی کو مسلمان مانتے ہیں۔ سارے کے سارے بحکم شرع یقیناً کافر ومرتد ہیں۔ ان سب کے پیچھے نماز باطل محض، ان کا نکاح قطعاً باطل، ایسی حالت میں ان کی جس قدر اولاد ہوچکی، بحکم شریعت مطہرہ سب حرامی ولد الزنا، ان کا ذبیحہ خنزیر کی طرح نجس العین اور مردار، ان کے ساتھ ان کی موت وزندگی میں مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرنا

جب اہل سنت کے مناظر شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام ظلہ العالی نے قرآن عظیم وحدیث کریم وفقہ قویم کے دلائل قاہرہ کے ساتھ اس مضمون کو مدلل ومفصل بیان فرمایا تو وہابیوں، دیو کے بندوں کے مناظر، شغال صحرائے دیوبندیت نور محمد'' فبھت الذی کفر '' کے مصداق بن گئے۔ کبھی اچھلتے تھے، تھرکتے تھے، مٹکتے تھے، کبھی شعر پڑھتے، کبھی استہزا وتمسخر کرتے تھے، کبھی نقالی کرکے لوگوں کو ہنساتے تھے، کبھی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے عمامہ وچشمہ اور داڑھی پر پھبتیاں اڑاتے تھے اور ان کا یہی شیوہ اختتام مناظرہ تک رہا۔ دلائل قرآنیہ وفرامین نبویہ وارشادات فقہیہ کے مقابلے میں نور محمد وہابی دیوبندی کے اس رویے کو دیکھ کر عوام وحاضرین جلسہ بھی جو دور دور کے گاؤں سے مناظرہ سننے آئے تھے، آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ: سنیوں کا مناظر تو قرآن شریف وحدیث سنا رہا ہے، مگر وہابیوں، دیو کے بندوں کا مناظر نقالی اور بھنڈیتی کررہا ہے۔ یہ بات کوئی نئی نہیں، وہابیوں دیو کے بندوں کے اگلے پیشواؤں کفار مکہ کی پرانی سنت ہے۔'' وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون'' یعنی اور کافروں نے کہا: تم اس قرآن کو مت سنو اور اس میں غلبل کرو شاید تم غالب ہو جاؤ۔ کفار مکہ کی اس پرانی سنت کو ان کی دیوبندی ذریت نے اختیار کرلیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

۵ ...... شغال صحرائے دیوبندیت نے تھانوی کے کفر کو اسلام بنانے کے لیے ایک یہ بات کہی کہ: نبی کریم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے لیے علم غیب کی صفت ہم مطلق نہیں مانتے، نہ کل علم غیب کے لحاظ سے، نہ بعض علم غیب کے لحاظ سے۔ تو جب علم غیب کسی طرح رسول خدا کی صفت ہی نہیں، تو بعض علم غیب کو جانوروں کے لیے

ثابت کرنا، رسول خدا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی ہرگز توہین نہیں۔

شیر بیشۂ اہل سنت نے اس کے جواب میں فرمایا: یہ کوئی نئی بات نہیں، بلکہ آپ کے مقتدا، مبلغ وہابیہ ملکی شیخ جی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' کی وہی پرانی ہے جو وہ اپنی کتاب ''نصرت آسمانی'' کے صفحہ ۲۷ر پر شائع کر چکے اور رسالہ مبارک بنام تاریخی ''مبلغ وہابیہ کی زاری'' (۱۳۴۹ھ) میں اس کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ چنانچہ کاکوروی صاحب فرماتے ہیں:

''جس صفت کو ہم مانتے ہیں، اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔ لہٰذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہوسکتی۔''

اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اگر تھانوی اور کاکوروی کا حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے علم غیب پر ایمان ہوتا تو بے شک ان کے نزدیک بھی جانوروں، پاگلوں کے علم غیب کے ساتھ اس کی تشبیہ توہین ہوتی۔ مگر جب کہ تھانوی اور کاکوروی کے دھرم میں حضور اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے لیے نہ تو کل علم غیب کے علم کی صفت ثابت ہے نہ بعض غیب کے علم کی تو اب اس کو پاگلوں، جانوروں کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ دینا کوئی توہین نہیں؟۔

اولاً: اللہ عزوجل کی عطا سے نہ صرف حضور سید الانبیا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کو بلکہ تمام انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعض غیوب کا علم حاصل ہونا

کافرومرتد ہونے میں شک رکھنے والا بھی بحکم شریعت مطہرہ کافرومرتد ہے آپ کے کاکوروی عبدالشکور ایڈیٹر ''النجم'' نے تھانوی کی اچھی حمایت کی کہ تھانوی کا ایک کھلا ہوا کفرملعون ثابت کردیا۔ یہ ہے تھانوی کے ساتھ کاکوروی کی نادان دوستی۔

ثانیاً: کاکوروی کی یہ تاویل ''**توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ**'' ہے۔تھانوی نے اپنی عبارت کفریہ میں علم غیب کی دو قسمیں کل اور بعض کرکے کل علم غیب کو حضور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے عقلی ونقلی دلیلوں سے باطل ٹھہرایا۔ اور بعض علم غیب کا حضور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے انکار نہیں کیا، بلکہ تھانوی نے حضور انور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے بعض علم غیب کو تسلیم کرکے صرف حضور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تخصیص کا انکار کیا۔یعنی تھانوی کہتا ہے کہ: یہ بعض علم غیب حضور کو حاصل تو ہے مگر حضور کے ساتھ خاص نہیں۔ ایسا علم غیب تو ہر بچے ہر پاگل، ہر جانور، ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے۔تو تھانوی بعض علم غیب کی جس صفت کو حضور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے مانتا ہے، اسی کو جانوروں اور پاگلوں کے ساتھ تشبیہ دے رہا ہے۔تو عبدالشکور کاکوروی کے فتوے سے یقیناً حضور اقدس علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کررہا ہے۔تو کاکوروی فتوے سے بھی یقیناً کافر، مرتد ہے۔

ثالثاً: عبدالشکور کاکوروی کی اس تاویل ذلیل کی بنا پر یہ ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے جو تھانوی نہ تو کل غیب مانتا ہے نہ بعض علم غیب مانتا ہے، وہی تھانوی ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل، ہر ایک جانور، ہر ایک چوپائے کے لیے ضرور بعض علم غیب مانتا ہے مسلمانان اہل سنت تو تھانوی کو اسی لیے بحکم شریعت کافرومرتد کہتے تھے کہ اس نے حضور اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم غیب کو

بچوں ، پاگلوں ، جانوروں اور چار پایوں کے ساتھ تشبیہ دے کر توہین کی ہے۔ مگر کاکوروی نے اس تاویل علیل میں صاف بتا دیا کہ تھانوی پاگلوں ، جانوروں کے ساتھ تشبیہ نہیں دے رہا ہے، بلکہ اللہ عزوجل کی عطا فرمائی ہوئی صفت علم بعض غیوب جو اعلیٰ ترین کمالات نبوت میں سے ہے، اس سے حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کو تھانوی مطلقاً محروم مانتا ہے۔ مگر اسی صفت علم بعض غیوب کو ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل ، ہر ایک جانور اور ہر ایک چار پائے کے لیے ثابت کرتا ہے۔ یہ تو تشبیہ سے بھی بڑھ کر بچوں، پاگلوں، جانوروں، چار پاؤں کی حضور سید الانبیا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم پر تفضیل ہوگئی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خبیث وملعون کفر ہوگا۔ ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے عبدالشکور کاکوروی ، مرتضیٰ حسن دربھنگی، شبیر احمد دیوبندی، حسین احمد اجودھیا باشی اور آپ سارے کے سارے تقیہ باز وہابی، دیوبندی اپنے حکیم الامت تھانوی کو کافر، مرتد نہیں مانتے بلکہ اس کو مومن کامل جانتے ہیں۔ لہٰذا بحکم شریعت آپ سب لوگ کافر، مرتد، بے ایمان ہیں اور بے توبہ مر گئے تو ملعون ومخلد فی النار ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس کا جواب بھی کسی وہابی، دیوبندی سے میدان مناظرہ میں نہ ہوسکا۔ اور بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ دعوے سے کہا جاتا ہے کہ: کاکوروی، دربھنگی، دیوبندی، اجودھیا باشی اور سنبھلی، ٹانڈوی کسی وہابی، دیوبندی سے قیامت تک بھی اس کا جواب نہیں ہوسکتا۔ وللہ الحمد

۶ ...... شغال صحرائے دیوبندیت نے کفر تھانوی کا جواب دینے سے عاجز ہوکر ”ان الذین اجرموا کانوا من الذین آمنوا یضحکون“ پر عمل کیا۔

ہو جو پہلے ایک زمانے تک تمہارے استاد رہ چکے ہیں، یہ تمہاری نمک حرامی ہے۔ جن دیوبندی مولویوں نے تم کو پڑھایا، کھلایا، پلایا، آج تم ان کو بھی کافر، بے ایمان کہتے ہو، تم سے بڑھ کر کون نمک حرام ہوگا۔ تم خود ایک زمانے تک حضرت مولانا اشرفعلی تھانوی اور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب مدیر ''النجم'' کی تعریف وتوصیف کرتے، ان کو مسلمان سمجھتے رہے، اس وقت آپ خود اپنے فتوے سے کافر تھے یا مسلمان؟ اور جس خاندان میں تمہارا نکاح پہلے ہوا تھا، وہ سارا خاندان بھی دیوبندی مولویوں کو مسلمان مانتا تھا اور اب بھی مانتا ہے۔ بتاؤ! تمہاری بی بی کافرہ تھی یا نہیں؟ پھر آپ کا نکاح حلال ہوا یا حرام، اور اولاد حرامی ہوئی یا حلالی؟ اور بکمال شائستگی وتہذیب یہ بھی فرمانے لگے کہ: آپ کا اور آپ کی بی بی کا الٹ پھیر حرام تھا یا حلال؟۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے بکمال متانت صاف فرمایا کہ: کاکوروی، دربھنگی، دیوبندی، اجودھیا باشی، سنبھلی، راندیری اور ڈھابھیلی وغیرہم تمام وہابی، دیوبندی جو تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی اور نانوتوی کو ان کے اقوال کفریہ مندرجہ'' حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس'' پر مطلع ہونے کے بعد بھی کافر مرتد نہیں مانتے، وہ سب بحکم شریعت قطعاً یقیناً کافر، مرتد ہیں۔ ان سب پر فرض ہے کہ کفر دیوبندیت سے فوراً توبہ وتجدید اسلام کر کے از سر نو مسلمان ہوں۔ اور ان کی عورتیں بھی اگر کفر میں ان کی شریک ہیں تو ان سے بھی توبہ وتجدید ایمان کرائیں۔ ان کو کلمہ پڑھا کر نئے سرے سے مسلمان بنائیں۔ پھر ان کی رضا سے نئے مہر پر جدید نکاح کریں۔ یہی حکم شرع ہے اور بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں اس حکم اسلامی پر عمل کر چکا ہوں۔ اگر وہابیہ دیوبندیہ اس حکم شرعی سے استنکاف واستکبار کریں تو بحکم

شریعت ان کے نکاح باطل محض ہیں۔ ان کی عورتیں ان کے نکاح سے باہر ہیں، شرعاً ان کا جماع زنا ہے، اس سے جو اولاد ہو وہ بحکم شریعت زنا کی اولاد اور حرامی ہے۔ حکم شرعی میں نہ میری تخصیص ہے نہ آپ کا استثنا ہے۔ جو جیسا کرے گا، ویسا ہی حکم شریعت اس پر لگے گا۔ الحمدللہ! ہم اہل سنت کے نزدیک کفر و گناہ سے توبہ کرنا عیب نہیں۔ کفر و گناہ پر اڑا رہنا عیب ہے البتہ آپ تمام وہابی، دیوبندی لوگ ضرور نار پر عار کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ جان بوجھ کر کفر و ارتداد میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دیکھ بھال کر زنا کاری میں مشغول ہیں، سوچ سمجھ کر اپنے گھروں میں حرامی بچوں کی پیدائش و افزائش کا سلسلہ قائم کیے ہوئے ہیں۔ اللہ واحد قہار جل جلالہ سے ڈرو اور اس کے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے شرم کرو، دنیا کی ذلت و رسوائی سے خوف مت کھاؤ، آخرت کی ہوان و فضیحت کا خیال فرماؤ اور شریعت مطہرہ کے حکم محکم کے حضور سر تسلیم جھکاؤ۔ اللہ عزوعلا توفیق بخشے آمین۔

رہا الٹ پھیر کا حرام یا حلال ہونا اور اولاد حرامی یا حلالی ہونا تو ذرا آئینے میں اپنی صورت دیکھیے۔ تمام وہابیوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے مذہبی پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی ''تقویت الایمان'' مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۵/ پر لکھتے ہیں:

''سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو، پیغمبروں کو، اماموں کو شہیدوں کو، فرشتوں کو، پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برائی کے لیے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لیے اپنے بیٹوں کو ان

بخش، کوئی حسین بخش، کوئی پیر بخش، کوئی مدار بخش، کوئی سالار بخش، کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین۔''

سوا تین سطر کے بعد:

''غرض جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب جھوٹے مسلمان انبیا اور اولیا سے، اماموں، شہیدوں سے، فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کے لیے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ۔ سچ فرمایا ہے اللہ صاحب نے سورۂ یوسف میں ''وما یؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون'' ترجمہ: اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔''

اس عبارت میں اسمٰعیل دہلوی امام الوہابیہ نے صاف صاف لکھ دیا کہ:

جو لوگ انبیا، اولیا، اماموں اور شہیدوں کو پکارتے ہیں، ان سے مرادیں مانگتے ہیں، ان کی منتیں مانتے ہیں ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں، اپنے بیٹوں کا نام عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفیٰ، محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، رسول بخش، علی بخش، حسین بخش، غلام محمد، غلام احمد، غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفیٰ، غلام علی، غلام حسین، غلام حسن، غلام حیدر، غلام مرتضیٰ، غلام عمر، غلام فاروق، غلام صدیق، غلام غوث، غلام معین الدین، غلام محی الدین، پیر بخش، مدار بخش، اور سالار بخش رکھتے ہیں، وہ سب کے سب مشرک بے ایمان ہیں، ہرگز مسلمان نہیں۔

اب یہ دیکھئے! ''تذکرۃ الرشید'' حصہ اول صفحہ ۱۳؍ پر رشید احمد گنگوہی کا نسب

نامہ لکھا جاتا ہے:

''مولانا رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد صاحب بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی''

پھر ماں کی جانب سے ان کا نسب نامہ اس طرح تحریر ہے:

''مولانا رشید احمد بن مسماۃ کریم النساء بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد۔''

اس نسب نامے سے معلوم ہوا کہ ''تقویت الایمانی'' دھرم پر گنگوہی کے دادا، پردادا، لکڑ دادا تینوں کافر ومشرک تھے اور اسی ''تقویت الایمانی'' مذہب کے حکم سے ان کے نانا اور ان کے لکڑ نانا کے باپ دونوں کافر ومشرک بے ایمان تھے۔ اور کلمہ گو مدعیٔ اسلام اگر کفر وشرک اختیار کرے تو بحکم شریعت مرتد ہے اور مرتد کا نکاح باطل، اس کا جماع زنا اور اس کی اولاد حرامی ہے۔

اب ذرا فرمایئے! ''تقویت الایمانی'' فتوے سے گنگوہی صاحب کے دادا، پردادا، لکڑ دادا نیز ان کے نانا اور ان کے نانا کے پردادا پیر بخش، غلام حسن، غلام علی، فرید بخش، غلام محمد پانچوں کافر ومشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور ان کا ان کی بیبیوں کے ساتھ الٹ پھیر حرام تھا یا حلال؟ اور گنگوہی صاحب انھیں کی حرامی اولاد ہوئے یا حلالی؟ یہ ہے غلبۂ حق کہ مصطفیٰ پیارے صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سگانِ بارگاہ پر براہ تمسخر آپ نے جو حکم لگایا وہ لوٹ کر آپ ہی کے بڑوں پر لگ گیا۔

اس کا جواب بھی کسی وہابی، دیوبندی، کفوری سے میدان مناظرہ میں نہ

ے ...... شغال صحرائے دیوبندیت نے کفر تھانوی پر مناظرے سے اپنی جان بچانے کے لیے موضوع مناظرہ سے فرار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ:

''ہم وہ لوگ ہیں کہ مدح صحابہ پڑھتے ہوئے جیل میں گئے، ہم نے مدح صحابہ ایجی ٹیشن میں پولیس کے ڈنڈے کھائے، قید و بند میں گرفتار ہوئے۔ یہ کیا ہماری حقانیت کا ثبوت نہیں؟ کیا ایسی سرفروشیوں اور جانبازیوں کے باوجود بھی ہم کو اہل باطل یا کافر کہا جا سکتا ہے؟ تم اگر سچے تھے تو تم نے تحریک مدح صحابہ میں ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیا؟ یہ تمہارا عمامہ یہ تمہاری داڑھی یہ تمہاری داڑھی کے درجنوں سفید بال، یہ تمہارا چشمہ تحریک مدح صحابہ پر تمہاری یہ سب چیزیں قربان کیوں نہ ہوگئیں؟ مسلمانوں کو گھر میں بیٹھ کر کافر بنا دینا آسان ہے۔ یہ تمہارا کام ہے مگر اسلام کی عزت ہمارے دم سے قائم ہے۔ ہم توپ و تفنگ سے نہیں ڈرتے، ہم بندوق کی گولیاں اپنے سینوں پر کھاتے ہیں۔ تم نے شیعوں کا ساتھ دیا، تم نے شیعوں کی حمایت میں اشتہار نکالے، تم نے مدح صحابہ کی ممانعت کے لیے ریزولیوشن پاس کیے، تمہارے ہم مذہب بعض لوگ تبرّا بک کر جیل بھی گئے تم بڑے ہمدرد مذہب بنتے ہو۔ بس تمہارا کام اتنا ہی ہے کہ حلوے پر اٹھے کھاؤ اور مسلمانوں کو، اسلام کے جانبازوں کو کافر بناؤ۔''

شیر بیشۂ اہل سنت : نے اس اشتعال انگیز، دشنام آمیز، مفتریانہ، بہتانہ تقریر کا سنجیدگی سے یہ مختصر جواب ارشاد فرمایا کہ: مدح صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بحمد اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ایمان کے لوازم میں داخل ہے۔ للہ الحمد کہ صحابۂ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ اسلام پناہ کے بھی ہم غلام ہیں اور اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سرکار دین مدار کے بھی ہم نام لیوا ہیں۔ ہم جہاں کہیں تبلیغ سنیت کے لیے جاتے ہیں، ہر جگہ بتوفیق اللہ تعالیٰ صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل جلیلہ ومحامد جمیلہ نظماً ونثراً پچیس پچیس ہزار کے عظیم الشان جلسوں میں علی الاعلان سناتے ہیں۔ کبھی کسی جگہ شیعوں اور رافضیوں نے ہمارے اس فرض مذہبی کی بجا آوری میں کوئی مزاحمت نہیں کی، پھر ہم کو تمہاری اس جھوٹی، فریبی نام نہاد تحریک ''مدح صحابہ'' میں شرکت کی کیا ضرورت تھی۔ بھولے بھالے سیدھے سنی مسلمانوں کو مدح صحابہ کے نام سے دھوکے دینا اور اس پردے میں وہابیت وخارجیت پھیلانا اور غریب مسلمانوں سے چندے وصول کرکے جائدادیں خریدنا، غرض ان کے مال وایمان دونوں پر ڈاکے ڈالنا، تمہارا اور تمہارے ''مدح صحابہ ایجی ٹیشن'' کے ڈکٹیٹر عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' کا مقصود تھا۔ سنیوں اور شیعوں کے درمیان اشتعال پیدا کرکے انھیں باہم لڑادینا، بیسیوں بے قصور مسلمانوں کو ذبح، بچوں کو یتیم، عورتوں کو بیوہ کرادینا اور خود کبھی کاکوری، کبھی کلکتہ، کبھی سلطان پور اور کبھی جونپور بھاگے بھاگے پھرنا، یا پاٹے نالے میں چھپ کر اپنی جان بچانا، یا چکمنڈی کے کسی مکان میں پناہ لینا، پھر امن وامان قائم ہوجانے پر ''سنی ریلیف کمیٹی'' یا ''انجمن تحفظ ناموس صحابہ'' کے ناموں سے کمیٹیاں قائم کرکے غریب مسلمانوں کی امداد واعانت کے بہانے سے چندے وصول کرنا یہ آپ کے ڈکٹیٹر عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' کے زریں کارنامے

مدح صحابہ تو واجب وضروری ہومگر مدح رسول کفراور شرک وحرام ونا جائز ہو۔محفل میلاد مقدس میں حضور اقدس سیدنا و مالکنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا ہی تو ہوتی ہے۔ پھر محفل میلاد شریف کے متعلق عبدالشکور صاحب کاکوروی کا اور اپنا مذہب سنیے! جو وہابی دیوبندی دھرم کے مسلم مقتدا رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں:

''**سوال:۔** مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب:۔ عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے۔لہٰذا اس زمانے میں درست نہیں۔ وعلیٰ ہٰذا عرس کا جواب ہے بہت اشیا ہیں کہ اول مباح تھیں پھر کسی وقت میں منع ہو گئیں۔عرس و مولود بھی ایسا ہی ہے۔

فقط رشید احمد گنگوہی عفی عنہ''

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب حصہ اول صفحہ ۵۲)

''**مسئلہ:۔** محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ وکاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب:۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔رشید احمد''

(فتاوی رشیدیہ مبوّب حصہ دوم صفحہ ۱۵۵)

”سوال:۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔

فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ“

(فتاوی رشیدیہ مبوب حصہ سوم صفحہ ۹۴)

مجلس میلاد شریف کے قیام تعظیمی کی نسبت لکھتے ہیں:

”الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت ومنکر اور دوسری صورت میں حرام وفسق اور تیسری صورت میں کفر وشرک، چوتھی صورت میں اتباع ہویٰ وکبیرہ ہوتا ہے۔ پس کسی وجہ سے مشروع وجائز نہیں۔ پھر اس کو واجب کہنا صریح مخالفت شارع کی کرکے کافر وفاسق ہونا ہے۔ نجانا اللہ تعالیٰ۔ اور ضمن تقریر سے اہل فہم کو یہ بھی واضح ہوگیا کہ خود یہ مجلس میلاد ہمارے زمانے کی بدعت ومنکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اس کی نہیں ہوسکتی۔ ”واللہ الھادی الی سبیل الرشاد“

فقط الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ“ (”براہین قاطعہ“ صفحہ ۱۴۸)

ان عبارتوں میں صاف صاف بتادیا کہ جس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی محفل میلاد کرتے تھے، چوں کہ اس میں اہتمام کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو اس کے سننے کے لیے بلایا جاتا ہے۔ لہٰذا اگرچہ اس میں کوئی ناجائز بات نہ

میں موضوع اور جھوٹی روایتیں بالکل ہی نہ ہوں، لاف وگزاف، یعنی خلاف شریعت، بیہودہ باتیں بھی مطلقا اس میں نہ ہوں وہ بھی ناجائز ہے۔ جس محفل مولود شریف میں صرف قرآن عظیم پڑھ کر شیرینی تقسیم کردی جائے وہ بھی جائز نہیں۔ محفل میلاد شریف ایسی حرام وناجائز ہے کہ شرعاً اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی محفل میلاد شریف میں اگر بزرگان دین کے اقوال وافعال کی بنا پر قیام تعظیمی جائز سمجھ کر کیا جائے تو بدعت اور منکر یعنی حرام ہے۔

اور اگر عالم غیب سے عالم شہادت میں حضور اقدس سید عالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی روح اقدس کی تشریف آوری کی تعظیم کے لیے قیام کیا جائے تو حرام اور فسق ہے۔ اور اگر یہ سمجھ کر قیام کیا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو علم غیب عطا فرمایا ہے اس لیے جہاں میلاد شریف ہوتا ہے حضور اکرم کو اطلاع ہوجاتی ہے اور حضور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم تشریف فرما ہوجاتے ہیں تو کفر وشرک ہے اور اگر حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی تعظیم کے لیے صرف اس بنا پر قیام کیا جائے کہ اولیاے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مشاہدہ ومکاشفہ ہے کہ حضور مالک دوعالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم مجلس میلاد شریف میں تشریف فرما ہوتے ہیں تو خواہش نفسانی کا اتباع اور گناہ کبیرہ ہے۔

حضور اقدس محبوب خدا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی مدح وثنا کے لیے جو محفل میلاد اقدس ہوتی ہے، جب وہ آپ کے نزدیک اور آپ کے مسلم پیشوا عبدالشکور کاکوروی کے نزدیک ہر طرح حرام ہے، کسی صورت سے جائز ہی نہیں تو صحابۂ کرام جو مصطفیٰ پیارے صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی نعلین کریمین کو اپنے سروں کا

تاج بنا کر صحابۂ کرام ہوئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان کی مدح آپ کے نزدیک اور عبدالشکور صاحب کاکوروی کے نزدیک کیوں کر جائز ہو سکتی ہے؟ جس ہنگامے کا نام آپ نے اور عبدالشکور صاحب کاکوروی نے ''جلوس مدح صحابہ'' رکھا ہے کیا اس میں تداعی کر کے لوگوں کو بلایا نہیں جاتا؟ کیا اس میں دن مقرر نہیں کیا جاتا؟ کیا اس کا اہتمام نہیں ہوتا؟ کیا اس کو ایسا ضروری نہیں بتایا جاتا جس کے لیے پولیس کے ڈنڈے کھانا، جیل جانا بھی ضروری بتایا جارہا ہے؟

جب ان تمام باتوں کے سبب تمام وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں اور کفوریوں کے دھرم میں محفل میلاد شریف حرام و ناجائز ہوگئی تو انھیں باتوں کے ہوتے ہوئے نام نہاد ''جلوس مدح صحابہ'' کیوں کر حرام و ناجائز نہیں؟ کفوریوں، خارجیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کی طرف سے یہ بہانہ کیا جاتا ہے کہ چوں کہ شیعوں کی طرف سے ''جلوس مدح صحابہ'' کی ممانعت کی جاتی ہے، لہٰذا اب جلوس نکالنا واجب ہوگیا اگر واقعی یہ عذر صحیح ہے تو وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کی طرف سے محفل میلاد شریف اور قیامِ تعظیمی کی بھی ممانعت و مزاحمت کی جاتی ہے۔ جب ممانعت شیعہ کی وجہ سے ''جلوس مدح صحابہ'' واجب ہوگیا تو ممانعت وہابیہ کی وجہ سے ''جلسۂ میلاد شریف'' بھی اسی فتوے سے واجب ہوگیا۔ وللہ الحمد

اور سنیے! تمام خارجیان ہند کے امام عبدالشکور صاحب کاکوروی اخبار ''النجم'' ۶/ جولائی ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ میں لکھتے ہیں:

''ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے، تعریف کے تمام افراد اللہ

نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کی تعریف کرنا حرام ہے۔ جتنی تعریفیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔"

یہ ہے وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، کفوریوں کا مذہب۔ کہ صرف اللہ عزوجل ہی کی تعریف کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی تعریف کرنا حرام و ناجائز ہے۔ کسی نبی و رسول و ولی اور فرشتے کی تعریف کرنا بھی حرام ہے اب بتائیے! آپ کے نزدیک اور آپ کے پیشوا امام الخوارج عبدالشکور صاحب کاکوروی کے نزدیک صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خدا ہیں یا نہیں؟ اگر کہیے ہاں، تو آپ لوگ کھلے ہوئے کافر مرتد ہیں اور اگر کہیے نہیں، تو کاکوروی امام الخوارج صاحب کے فتوے سے مدح صحابہ حرام ہوئی یا نہیں؟ اب معلوم ہوا کہ آپ لوگ حرام کام کے لیے جیل میں گئے اور جلوس نکال کر ہر سال حرام کرتے ہیں۔ یہ آپ لوگوں کا کذب و افترا ہے کہ ہم پر شیعوں کا ساتھ دینے، شیعوں کی حمایت میں اشتہار نکالنے، مدح صحابہ کی ممانعت کے لیے ریزولیوشن پاس کرنے کا جھوٹا ملعون بہتان لگا دیا ہم اس کے جواب میں اس وقت "فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین" کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔

رہا تبرا بکنے کی ہمارے بعض ہم مذہبوں پر ملعون تہمت، تو سن لیجیے! ہمارا اعتقاد، ہمارا مذہب ہے کہ جو شخص کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرے، وہ ہرگز سنی نہ رہا، گمراہ، بدمذہب اور جہنمی ہو گیا۔ وہ ہرگز ہمارا ہم مذہب ہمارا دینی بھائی نہیں رہا۔ جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرے وہ رافضی ہے۔ اور جو شخص اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں بے ادبی کرے، وہ خارجی ہے۔ رافضی و خارجی دونوں فرقے ناری جہنمی ہیں۔

البتہ آپ کا اور آپ کے پیشوا عبدالشکور صاحب کاکوروی کا اور تمام وہابیوں، دیوبندیوں کا مذہب وہ ہے جو ''فتاویٰ رشیدیہ'' مبوب حصہ دوم کے صفحہ ۱۴۱ پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں کہ:

''جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ فقط''

اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ: جو شخص حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر یا حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم یا حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین یا حضرت سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا یا کسی اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہے وہ لعنت کا مستحق ہے، اس کو امام بنانا حرام ہے، مگر رہے گا وہ سنی ہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہنے کے سبب اس کی سنیت میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ یہ ہے آپ لوگوں کی اور آپ کے عبدالشکور صاحب کاکوروی کی سنیت، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہنے سے بھی ٹھیس نہیں لگتی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تکفیر کرنے والوں کو سنی کہنے والو! مدح صحابہ کا نام لے کر بھولے بھالے سنیوں کو دھوکے کیوں دیتے ہو؟۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہنے والے بھی تمہارے دھرم میں تمہارے سنی بھائی ہیں تو تم اور تمہارے مصنوعی امام عبدالشکور صاحب کاکوروی شیعوں کے مذہبی بھائی ہوئے۔ پھر تمہارا اور تمہارے امام کا شیعوں کی مخالفت کرنا مکاری، دغابازی اور فریب کاری ہے یا نہیں؟۔

رہا حلوے پراٹھے کھانے کا الزام تو یہ سرکار دو عالم مصطفیٰ پیارے صلی المولیٰ

ہم سگان آستانہ کو حلوے پراٹھے کھلاتے ہیں اور ہم پر یہ خدمت فرض کی ہے کہ ہم مسلمانان اہل سنت کے دین و ایمان کی تم جیسے دین کے ڈاکوؤں، ایمان کے لٹیروں کے حملوں سے بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم حفاظت کریں۔

آپ لوگوں کو اس پر ناراض ہونے کی کیا وجہ ہے؟۔ہم کو ہمارے مالک و آقا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم حلوے پراٹھے کھلاتے ہیں تو آپ لوگوں کے لیے آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب نے کالا کالا دیسی کوا کھانا ثواب بتایا ہے۔آپ لوگ زاغِ مسلم کی بریانی شوق سے کھایا کیجیے اور گنگوہی صاحب کا شکریہ ادا کیجیے۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ پولیس کے ڈنڈے کھانا، جیل میں جانا، حقانیت کی دلیل ہے تو آپ لوگوں کے اشتعال دلانے پر شیعوں نے لکھنؤ میں معاذ اللہ ''تبرا ایجی ٹیشن'' جاری کیا اور آپ ہی لوگوں کی طرح تبرا بک بک کر وہ بھی پولیس کے ڈنڈے کھا کھا کر جیل میں گئے، تو آپ لوگوں کی اس دلیل نے روافض کے تبرا کو بھی حق بنا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس تقریر منیر کے جواب سے بھی تمام دیو بندی، وہابی، خارجی، کفوری میدان مناظرہ میں عاجز رہے۔اور ان شاء اللہ الواحد القہار تا قیامت عاجز رہیں گے۔

۸...... شغال صحرائے دیو بندیت نے کفر تھانوی کو اسلام بنانے سے عاجز ہو کر مناظرے سے اپنی جان بچانے کے لیے یہ بھی کہا کہ ''مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے ملفوظات حصہ دوئم صفحہ ۴۵/۴۶ ر پر لکھتے ہیں کہ: ''عبدالرحمٰن قاری جو کافر تھا، اس کو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل فرمایا۔ یہ غلط ہے، وہ عبدالرحمٰن قاری صحابی ہیں۔تو مولوی احمد رضا خان صاحب نے صحابی کو کافر کہا۔''

جواب میں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا کہ: یہ آپ کا کھلا ہوا کذب صریح ہے۔آپ کو جوش عناد میں ملفوظات ومکتوبات کا فرق بھی نہیں سوجھتا۔کسی کے ملفوظات اس کے لکھے ہوئے نہیں ہوتے۔ملفوظات کی ترتیب کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ کسی بزرگ کی خدمت میں اس کے مسترشدین ومتوسلین جو حاضر ہوا کرتے ہیں، اس کے ارشادات سن کر اپنے اپنے مقام پر پہنچ کر اپنی یادداشت کے مطابق قلم بند کر لیتے ہیں۔ ملفوظات میں اگر کوئی غلطی واقع ہو جائے تو قلم بند کرنے والے کی یادداشت کی غلطی سمجھی جائے گی۔اس غلطی کی بنا پر خود صاحب ملفوظ پر اعتراض کرنا بے ایمانی اور خباثت نفسانی ہے۔اسی طرح حضور پرنور، مرشد برحق، امام اہل سنت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جو ملفوظات منسوب ہیں، وہ بھی حضور اعلی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لکھے ہوئے ہرگز نہیں۔ اور اگر ان ملفوظات میں کوئی غلطی ثابت بھی ہو جائے تو وہ ان کے ترتیب کنندہ کی یادداشت کی غلطی قرار دی جائے گی۔اور اس غلطی کے سبب حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی پر اعتراض کرنا نہایت بے ایمانی اور خبث نفس ہوگا مع ہٰذا جو عبدالرحمٰن حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست سے قتل ہوا وہ یقیناً کافر تھا۔دیکھو صحیح ''مسلم شریف'' اور ''مشکوٰۃ شریف، باب قسمة الغنائم والغلول فيها'' صفحہ ۳۴۸ پر۔اسی حدیث شریف کو ''مسلم شریف'' سے مختصراً یوں ذکر کیا ہے:

'' عن سلمة بن الأكوع رضی اللّٰه تعالیٰ عنه، قال:

بعث رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلی اٰله وسلم

اٰلـه وسـلـم ،وأنا معه، فلما أصبحنا اذا عبدالرحمن الفزارى قـدأغار علىٰ ظهر رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وعلى اٰله وسـلـم، فقمت علىٰ أكمة فاستقبلت المدينة، فناديت ثلاثا يـا صباحاه، ثم خرجت فى اٰثارالقوم أرميهم بالنبل وأرتـجز، أقـول: أنـا ابن الأكوع، واليوم يوم الرضع، فمازلت أرميهم وأعـقـر بهـم،حتـى مـاخلق اللّٰه من بعير من ظهر رسول اللّٰه صـلـى الـلّٰـه تـعـالـى عـليـه وعـلى اٰله وسلم الا خلفته وراء ظهـرى، ثـم أتبـعتهـم أرميهـم حتى القو أكثر من ثلثين بردة وثـلثيـن رمحا يستخفون ولا يطرحون شيئا الا جعلت عليه اٰرمـامـن الـحـجارة يعرفها رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وعلى اٰله وسلم وأصحابه رضى اللّٰه تعالىٰ عنهم،حتى رأيت فـوارس رسـول الـلّٰـه صـلى اللّٰه تعالىٰ عليه وعلىٰ اٰله وسلم ولـحق أبوقتادة رضى اللّٰه تعالىٰ عنه فارس رسول اللّٰه صلى الـلّٰـه تـعـالـىٰ عليه وعلىٰ اٰله وسلم بعبدالرحمن فقتلهـ قال رسـول الـلّٰـه صـلـى الـلّٰـه تـعالى عليه وعلى اٰله وسلم:خير فـرساننا اليوم أبو قتادة، خيررجالتنا سلمة، قال: ثم أعطانى رسـول الـلّٰـه صـلى اللّٰه تعالى عليه وعلى اٰله وسلم سهمين سهـم الـفـارس، وسهـم الـراجـل، فـجمعهما لى جميعاً، ثم أردفـنـى رسـول الـلّٰـه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وعلىٰ اٰله وسلم

ورائه على العضباء راجعين الى المدينة.“

یعنی حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم نے اپنے اونٹوں اور سواریوں کو رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھیجا جو حضور صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم کے غلام تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ پھر جب ہم نے صبح کی تو ناگاہ عبدالرحمٰن فزاری نے رسول اللہ صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم کے اونٹوں اور سواریوں پر چھاپا مارا، تو میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا اور مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے تین بار پکارا یا صباحاہ۔ پھر میں ان کافروں کو تیروں سے مارتا ہوا ان کے پیچھے لگا اور میں رجز پڑھتا ہوا کہتا تھا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور آج کا دن کمینوں کے ہلاک ہونے کا دن ہے، تو میں ان کو تیر مارتا رہا اور ان کو ذبح کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم کی سواری و بار برداری کے اونٹوں میں سے کوئی ایسا پیدا نہیں کیا تھا جس کو میں نے ان سے چھین کر اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ نہ دیا۔ پھر میں ان کافروں کو تیر مارتا ہوا ان کے پیچھے لگا، یہاں تک کہ انھوں نے تیس سے زائد چادریں اور تیس سے زائد نیزے پھینک دیئے۔ وہ اپنا بوجھ ہلکا کرتے تھے اور وہ کوئی چیز نہیں پھینکتے تھے جس پر میں نے پتھروں کی نشانیاں نہیں رکھ دی ہوں تا کہ رسول اللہ صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم

رسول اللہ صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سواروں کو دیکھا اور رسول اللہ صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوار ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالرحمٰن تک پہنچ گئے تو اس کو قتل کرڈالا۔ رسول اللہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابوقتادہ اور ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر سلمہ ہیں۔ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو مال غنیمت میں سے دو حصے عطا فرمائے۔ ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیادے کا تو دونوں حصے جمع کر کے سرکار دوعالم صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مجھ کو عطا فرمائے۔ پھر مدینہ طیبہ کو لوٹتے ہوئے حضور اقدس صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مجھ کو اپنے ناقۂ مقدسہ عضباء پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

اسی حدیث مبارک کو صحیح مسلم شریف میں بہت بسط وتفصیل کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔ اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ وہ عبدالرحمٰن یقیناً کافر تھا، جس کو حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہنم میں بھیجا۔ اس کی نسبت میں اختلاف ہے۔ کسی راوی نے عبدالرحمٰن فزاری کہا، کسی نے عبدالرحمٰن قزاری بیان کیا اسی کو مرتب ملفوظ نے عبدالرحمٰن قاری لکھ دیا پھر کہا جاتا ہے کہ: وہ عبدالرحمٰن قُز اری یا فزاری جس کو حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل فرمایا وہ یقیناً کافر تھا۔ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابی کو کافر نہیں کہا، بلکہ تم لوگ ایک کافر کو صحابی بتارہے ہو "اکمال فی أسماء الرجال"، میں "عبدالرحمٰن قاری" کسی صحابی کا نام ہرگز نہیں لکھا۔ بلکہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو تابعین میں شمار کیا ہے اور انھیں کے متعلق یہ جملہ لکھا ہے:

" یقال اِنه ولد علی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰله وسلم، ولیس له منه سماع ولا روایة، وعده الواقدی من الصحابة فیمن ولد علی عهد النبی صلی الله تعالی علیه وعلی اٰله وسلم وألمشهور أنه تابعی وهو من جملة تابعی المدینة وعلمائها سمع عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالیٰ عنه مات سنة احدی وثمانین وله ثمان وسبعون سنة "

(اکمال فی أسماء الرجال،مطبوعه مجلس برکات صفحه ٦٠٩)

"یعنی کہا جاتا ہے کہ وہ حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں پیدا ہوئے، لیکن انھوں نے حضور اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم سے نہ کوئی حدیث سنی، نہ کوئی حدیث انھوں نے حضور انور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم سے روایت کی۔ اور امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس قسم میں شمار کیا جو حضور اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں پیدا ہوئے۔ اور مشہور یہی ہے کہ وہ تابعی ہیں اور مدینہ طیبہ کے علمائے تابعین میں سے ہیں۔ انھوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثیں سنی ہیں۔ ۸۱ھ میں جب کہ ان کی عمر اٹھہتر برس کی تھی، ان کی وفات ہوئی۔"

مگر ترتیب دہندۂ ملفوظ نے جس عبدالرحمٰن کو حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا مقتول بتایا۔ جس کو کوئی راوی فزاری بتاتا ہے، کوئی راوی اس کو

تھا۔تو درحقیقت آپ کافر کو صحابی بتارہے ہیں۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور سنیے! آپ کے خودساختہ امام عبدالشکور صاحب کاکوروی نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو، حضرات امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو، حتی کہ حضور اقدس شہنشاہ کونین صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم کو معاذ اللہ جہنمی بتادیا۔ احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے کہ: حضرت سیدنا امام عرش مقام حسین پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر شہادت سن کر حضور اکرم صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن روئیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم روئے، خود سرکار عرش مدار سیدنا احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم روئے اب سنیے عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' کے گندے ناپاک اخبار ''النجم'' ۶؍جولائی ۱۹۳۴ء صفحہ ۶ کالم ۲ میں لکھ کر شائع کیا جاتا ہے:

''ہم کو حسین مظلوم نے یہ نہیں بتلایا کہ رویا کرو۔ روئے تو وہ جو مرنے کے بعد جہنم میں جانے والا ہے۔''

اب بولو! کاکوری والے اس خارجی، مرتد کے اس ملعون فتوے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور خود سرکار دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم معاذ اللہ جہنمی ہوئے یا نہیں؟'' لعنة اللّٰه ذی الجلال علی من قال هٰذا المقال أو قبله أو رضی به فی کل حین و حال'' آپ کا اور آپ کے ہم مذہب تقیہ باز وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، کفوریوں کا عقیدہ فتاویٰ رشیدیہ مبوب حصہ ۲ صفحہ ۱۴۱؍ سے دکھا چکا ہوں کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہنے والا کافر تو بالائے طاق، بدمذہب اور گمراہ بھی نہ ہوگا، سنی مسلمان ہی رہے گا۔

اب اس مقابلے میں یہ دیکھئے! آپ سب لوگوں کے مسلم پیشوا جناب رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے ''فتاوی رشیدیہ'' مبوب حصہ سوم کے صفحہ ۱۶ میں امام الوہابیہ مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

''وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے، ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔''

اس عبارت میں صاف صاف بتادیا کہ مولوی اسمعیل دہلوی کو کافر کہنے والا کافر ہے۔ یہ ہے آپ کا اور آپ کے پیشوا مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی کا اور تمام وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، کفوریوں کا دین و مذہب کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہنے والا تو نہ کافر ہے نہ گمراہ بدمذہب ہے، لیکن مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کو کافر کہنے والا ضرور کافر ہے۔ یعنی آپ سب واہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، کفوریوں کے مذہب میں مولوی اسمعیل دہلوی کا مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی بڑا ہے۔ **والعیاذ باللہ تعالیٰ**. اس قاہر ایراد کے جواب سے بھی تمام مولویان وہابیہ میدان مناظرہ میں ''**صم بُکم**'' ہوگئے اور ان شاء اللہ العزیز المقتدر قیامت تک ''صُم بکم'' ہی رہیں گے۔

۹ ...... شغالِ صحرائے دیوبندیت نے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کے کفر پر اسلام کا پردہ ڈالنے کے لیے یہ تقریر بھی کی کہ: تم نے اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ ''مولانا صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی بھی مولوی اشرفعلی صاحب کو مومن کامل جاننے والے سے مناظرہ کرنے کو آئیں گے۔'' مگر اس کی تردید بذریعۂ اشتہار و اخبار قبل

عالم دین اور ممتاز علما میں شمار کرتے ہیں اور ان کے زہد وتقویٰ کے معتقد ہیں، جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے۔ اسی طرح ۱۳۵۳ھ میں جب مولانا محمد عتیق صاحب فرنگی محلی سے پوچھا گیا کہ: زید میلا دو گیارہویں وغیرہ کرتا ہے اور توہین رسول کرنے والوں کو برا جانتا ہے، مگر مولانا اشرفعلی صاحب کو جن پر علماے عرب وعجم نے ان کی عبارت ''حفظ الایمان'' (یہاں پر وہ عبارت درج ہے) کی بنا پر کفر کا فتوی دیا ہے وہ مولانا اشرفعلی صاحب کو مسلمان جانتا ہے۔ آیا زید شریک جماعت رہے گا یا نہیں؟ مولانا ممدوح کا جواب یہ ہے کہ: زید شریک جماعت رہے گا، قطع تعلق قطعاً نہ کیا جائے گا۔ بادشاہ افغانستان نے پچاس ہزار روپیہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں دیا ہے اور نظام حیدرآباد دکن بھی ماہوار مدرسہ دیوبند کو ایک کثیر امدادی رقم دیتے ہیں۔ بتاؤ! مولانا صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی اور مولانا محمد عتیق صاحب فرنگی محلی اور بادشاہ افغانستان اور نظام حیدرآباد بھی تمہارے نزدیک کافر ہیں یا نہیں؟۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ: اس کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں کہ نظام دکن اور امیر کابل اور مولوی صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی وہابیہ دیوبندیہ کے اقوال کفریہ ملعونہ پر مطلع ہیں اور پھر بھی مؤیدین دیوبندیہ کو مسلمان جانتے ہیں۔ تو جب تک اس امر کا ثبوت شرعی متحقق نہ ہو جائے ان کو کافر کہنا کیوں کر جائز ہوسکتا ہے رہے مولوی عتیق صاحب فرنگی محلی تو انھوں نے اپنی تحریر میں اشرفعلی تھانوی کو مسلمان نہیں لکھا۔ بلکہ زید کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ ''زید شریک جماعت رہے گا'' اور زید کے متعلق سوال میں بالکل اس امر کی تفصیل نہیں کہ وہ اشرفعلی تھانوی کی اس عبارت کفریہ مندرجہ ''حفظ الایمان'' صفحہ ۸ پر مطلع ہوتے ہوئے اس کو مسلمان جانتا ہے۔

جب تک زید کے متعلق سوال میں اس امر کی تفصیل نہ کی جائے کہ وہ تھانوی کی اس کفری عبارت پر مطلع ہونے کے باوجود بھی اس کو مسلمان جانتا ہے، اس وقت تک علی الاطلاق زید کی تکفیر شرعاً کیوں کر صحیح ہوگی۔

علاوہ ازیں اصل بات یہ ہے کہ کفر و اسلام کے احکام و مسائل میں نہ میری خصوصیت ہے، نہ مولوی عتیق صاحب اور مولوی صبغۃ اللہ صاحب کی، نہ نظام دکن اور امیر کابل کی۔ جب تھانوی کی عبارت کفریہ مندرجہ ''حفظ الایمان'' صفحہ ۸ میں حضور اقدس سرور دو عالم صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم کی کھلی ہوئی گستاخی و توہین ہے، جس میں کسی قریب یا بعید تاویل و توجیہ کی بھی گنجائش نہیں۔ تو اب جو شخص بھی اس کفری قول بدتر از بول پر یقینی اطلاع پانے کے بعد بھی اس کو مسلمان جانے یا اس کو کافر نہ مانے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے یا اس کے کافر ہونے میں شک رکھے، وہ بحکم شریعت قطعاً کافر و مرتد ہے۔ آپ جو میرے سامنے نظام دکن و امیر کابل و مولوی عتیق صاحب فرنگی محلی و مولوی صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی کی شخصیتوں کو پیش کر کے ان کے متعلق کافر نہ ہونے کا سوال کر رہے ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ پہلے اس امر کا شرعی ثبوت پیش کریں کہ یہ چاروں حضرات تھانوی کی اس عبارت ملعونہ پر مطلع ہونے کے باوجود بھی اس کو مسلمان جانتے ہیں۔ جب آپ اس بات کا ثبوت شرعی دے دیں گے تو کسی عالم ربانی کو ان پر بھی شرعی فتاوے تکفیر صادر کرنے میں ہرگز کوئی تامل نہ ہوگا۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا فضل و کرم ہے کہ ہم مسلمانان اہل سنت حق پرست ہیں، شخصیت پرست ہرگز نہیں۔

الایمان'' مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں:

''آداب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا، اس کا نام جپنا انھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔''

یعنی جو شخص کسی نبی یا ولی کی تعظیم کے لیے ادب سے کھڑا ہو وہ مشرک، جو شخص یارسول، یا علی، یا حسین، یا خواجہ کہے، کسی نبی یا ولی کو پکارے وہ مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کا نام جپے، یعنی بار بار لے، وہ مشرک۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ اسی طرح حکیم الامۃ الدیوبندیہ مولوی اشرفعلی تھانوی اپنے ''بہشتی زیور'' حصہ اول مطبوعہ مطبع انتظامی کانپور کے صفحہ ۴۵ پر ایک عنوان لکھتے ہیں ''کفر اور شرک کی باتوں کا بیان'' اور انھیں باتوں میں صفحہ ۴۶ پر یہ بھی گنا دیا ''کسی بزرگ کا نام بطور وظیفے کے جپنا'' یعنی جو شخص کسی نبی یا ولی کے نام کا وظیفہ پڑھے وہ کافر ومشرک ہے۔

اب یہ دیکھئے! تمام وہابیوں اور دیوبندیوں کے پیران پیر جناب حاجی امداداللہ صاحب اپنے کلیات امدادیہ کے رسالہ ''ضیاء القلوب'' کے صفحہ ۳۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

''صورت مثالیہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ وسلم را تصور نمودہ درود خواندہ بطرف راست ''یا احمد'' وچپ ''یا محمد'' ودر دل ''یا رسول اللہ'' ضرب کند، ہزار بار بگوید۔ علانیہ ویا درخواب ازیں دولت دیدار مبارک مشرف شود۔''

یعنی حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھ کر داہنی طرف یا احمد اور بائیں طرف یا محمد اور دل میں یا رسول

اللہ ضرب کرے۔ اسی طرح ہزار بار کہے، جاگتے میں حضور اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کے مبارک دیدار کی دولت سے مشرف ہوگا یا خواب میں یہ نعمت پائے گا۔

اسی طرح آپ کے خودساختہ امام جناب عبدالشکور صاحب کاکوروی نے اپنے پیرومرشد جناب موسیٰ جی ترکیسری علیہ الرحمہ کے مناقب میں ایک کتاب ''کرامات موسویہ'' لکھ کر اپنے مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھاپ کر شائع کی۔ اس کے صفحہ ۳۱/۳۲ پر اپنے پیر صاحب کی چودھویں کرامت لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ دو غیر مقلد مولوی بھوپال سے حضرت کی خدمت میں طالب بن کر آئے۔ حضرت نے ان کو نماز استخارہ کا حکم دیا اور ''یا محمد'' پڑھنے کے لیے بتایا۔ ان دونوں نے اس کلمے کے پڑھنے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ شرک ہے۔ حضرت کو بہت غصہ آیا، آپ نے پوچھا کہ: تمہارا مذہب کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہمارا مذہب محمدی ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا محمدی مذہب میں سوتی ہوئی لڑکی کا نیفہ قینچی سے کتر کر دخول کرنا درست ہے۔ ان دونوں میں سے ایک کا رنگ زرد ہو گیا۔ یہ واقعہ اسی کا تھا جو کسی کو معلوم نہ تھا حتی کہ اس کے ساتھی کو بھی علم نہ تھا۔''

ملاحظہ ہو! جناب حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی نے ''یا محمد، یا احمد، یا رسول اللہ'' کا وظیفہ سکھایا اور جناب موسیٰ جی صاحب ترکیسری نے یا محمد کا وظیفہ بتایا۔ اب ذرا جی کرّا کر کے بول دیجیے کہ اسمٰعیل دہلوی واشرفعلی تھانوی کے فتوے سے حاجی امداد اللہ وموسیٰ جی صاحبان دونوں کافر ومشرک ہوئے یا نہیں؟ اور ان کے مرید ہو کر گنگوہی،

لگے ہاتھوں ایک سوال کا اور جواب دیجیے کہ جس طرح اس وقت مولوی عبدالشکور صاحب خارجی، وہابی ہونے کے سبب حضرات اہل بیت کرام رضی عنہم اللہ الملک المنعام اور خود حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام، بلکہ خود حضرت رب العزت ذوالجلال والاکرام کی پاک مبارک شانوں میں دریدہ دہنی وبدزبانی وتبرا بازی کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اگر وہ کسی وقت رافضی مذہب کو قبول کر کے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گالیاں سنائیں اور معاذ اللہ قرآن عظیم کو ناقص بتائیں تو کیا اس وقت بھی آپ لوگ ان کو اپنا امام اور حجۃ الاسلام مانتے رہیں گے؟۔

اور دیکھئے! یہی آپ کے مستند الیہ ومعتمد علیہ مولوی صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی ہیں جنھوں نے آپ کے فرضی وخود ساختہ امام پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ سنیے! میں سناتا ہوں۔

اخبار ''النجم'' کی گستاخانہ عبارات پر علماے فرنگی محل کا متفقہ فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علماے کرام مسائل ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ ''اس نے (یعنی خدا نے) کعبہ تیار کیا تو شیطان نے اجمیر اور نہ معلوم کہاں کہاں ہزاروں اور لاکھوں کعبے بنوا دیئے، اس نے اپنے محبوب کی آخری آرام گاہ کو گنبد خضرا کے مبارک نام سے عزت بخشی تو اس نے (یعنی شیطان نے) بھی دیویٰ لکھنؤ اور نہ معلوم کہاں کہاں اس سے ملتے جلتے نقشے تعمیر کرا کے سیکڑوں انسانوں کا ایمان خراب کر دیا۔ ('' النجم ۲۰/ستمبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۵ کالم ۴ سطر ۲۵/۱۲)

نیز کہتا ہے کہ...... ''گیارہویں کی تقریب منانی ہو تو ہزاروں لاکھوں روپیہ فراہم ہو جاتا ہے، کہیں عرس کی محفل کرنی ہو تو سب تیار ہو جاتے ہو، تھیٹر آتا ہے، اس کے لیے بڑی بڑی رقمیں صرف کر دیتے ہو، کسی انگریز کی دعوت کرنی ہو تو پوری قوت کے ساتھ اس کی خاطر مدارات کرتے ہو، محفل رقص و سرود برپا ہوتی ہے تو اس کے اخراجات ادا کرنے میں تمھیں باک نہیں ہوتا۔ ہاں جب دل پکڑ کے تم بیٹھ جاتے ہو تو صرف وہی چیزیں ہوتی ہیں، جن کا تعلق براہ راست شوکت اسلام سے ہوتا ہے۔'' (النجم ۳/اگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۴ کالم ۱)

نیز کہتا ہے کہ...... ''جس قدر بڑے ولی کا مزار خیال کیا جاتا ہے اسی قدر اس کی درگاہ ان صنم پرستانہ حرکات کے لحاظ سے مندریت کا

نیز کہتا ہے...... ''کسی طرح کی تعریف کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کی تعریف کرنا حرام ہے۔'' (النجم ۶/جولائی ۱۹۳۴ء صفحہ ۶/کالم ۲)

نیز کہتا ہے...... ''ہم کو حسین مظلوم نے یہ نہیں بتلایا کہ رویا کرو۔ روئے تو وہ جو مرنے کے بعد جہنم میں جانے والا ہے'' (النجم ۱۱/مئی ۱۹۳۴ء صفحہ ۷ کالم ۳ سطر ۱۱)

علمائے کرام فرمائیں: کیا یہ الفاظ گستاخانہ نہیں؟ کیا اجمیر شریف، دیویٰ اور لکھنؤ شیطان نے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے مقابلے میں بنائے ہیں، کیا گیارہویں شریف مثل تھیٹر اور ناچ رنگ اور انگریز کی دعوت کے ہے۔ کیا خدا کے سوا کسی کی تعریف کرنا خواہ وہ کسی طرح کی ہو ناجائز اور حرام ہے؟ کیا جو شخص روئے یا غم حسین میں روئے وہ مرنے کے بعد جہنم میں جانے والا ہے؟ کیا اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایسے الفاظ لکھنا جائز ہیں؟ امید کہ جواب باصواب عنایت فرما کر ہم اہل سنت و جماعت کی رہبری فرمائیں گے۔

المستفتین: مسلمانان لکھنؤ

جواب:۔ صورتِ مسئولہ میں بعض اقوال بدتمیزی اور بے ادراکی کے ہیں اور بعض اقوال حد کفر تک پہنچ سکتے ہیں۔ زید کو ایسے اقوال سے پرہیز کرنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(مولانا مفتی) محمد عبدالقادر فرنگی محل لکھنؤ

جواب صحیح ہے واقعی جیسا کہ مجیب علام نے تحریر فرمایا ہے عموما تمام الفاظ سخت گستاخانہ اور شیوۂ اہل علم کے خلاف ہیں۔ خاص کر اس آخری جملے سے جو امام حسین (علیٰ جدہ وعلی السلام) کی شہادت پر رونے والے کے متعلق لکھا گیا ہے، حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور بعض صحابہ وصحابیات (رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہن) پر بھی نعوذ باللہ حملہ ہوتا ہے جو کفر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد لطیف الدین عفا اللہ عنہ مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنو

واقعی ان گستاخانہ اور بے اوبانہ الفاظ میں جیسا کہ مفتی فاضل جناب مولانا عبدالقادر صاحب مفتی فرنگی محل نے تحریر فرمایا ہے، بعض الفاظ مستلزم کفر اور بعض حد کفر تک پہنچتے ہیں۔ اللہ مجھ کو اور ہر سچے مسلمان کو بزرگان دین، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور آقائے جہاں صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی الہ وسلم کی ادنیٰ بے ادبی سے بھی محفوظ رکھے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا. (سورہ اٰل عمران:۷)

فقیر محمد صبغۃ اللہ شہید انصاری فرنگی محل لکھنؤ

مسلمانو! خدا کے واسطے ہوشیار رہو۔ معاندین اسلام کے آلۂ کار، نام نہاد، مدعیان حنفیت کے فریب سے بچو۔ بزرگان دین اور ان کے مقامات متبرکہ سیدنا امام حسین (علی جدہ) وعلیہ السلام اور اصحاب کرام وسیدنا الانام علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلاۃ والسلام کو دشمنان دین کے

اخبار ''النجم'' ہرگز ہرگز اہل سنت و جماعت کا اخبار نہیں ہے اور نہ اس قسم کے گندے عقائد کسی سنی حنفی مسلمانوں کے ہو سکتے ہیں آئندہ تم کو اختیار ہے۔ **وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ.** (سورہ یوسف: ۱۷)

المشتہرین:

مسلمانان لکھنؤ، (یوسفی برقی پریس لکھنؤ)

ہاں اب ذرا جی کرا کر کے صاف صاف کہہ دیجیے کہ عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' پر کفر کا فتویٰ دے کر مولوی صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی کافر ہو گئے۔ یا یوں کہہ دیجیے کہ مولوی صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی مستندالیہ و معتمد علیہ عالم ہیں ان کا یہ فتوی یقیناً حق ہے اور عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' یقیناً کافر ہیں۔ آپ کے یہی دو راستے ہیں۔ اور بحول اللہ الواحد القہار آپ کے یہ دونوں راستے میں نے بند کر دیئے ہیں۔ کہیے اب مفر کدھر ہے۔

اس قاہر و جاں گسل اعتراض کے جواب سے بھی تمام مولویان وہابیہ میدان مناظرہ میں ساکت و صامت رہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ساکت رہیں گے۔

۱۰...... شغالِ صحرائے دیوبندیت نے اشرفعلی تھانوی کے کفر پر بحث کرنے سے اپنی جان بچانے کے لیے ایک یہ تقریر بھی کی کہ: آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے ''الکوکبۃ الشھابیۃ'' میں حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی پر سترہ وجوہ سے کفر کا فتویٰ دے کر پھر بھی ان کی تکفیر سے کف لسان کیا اور یہاں تک لکھ دیا کہ اسمٰعیل دہلوی نے پیغمبر خدا صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی الہ وسلم کی صریح توہین کی جس میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ پھر بھی ان کو کافر کہنے سے زبان کو روکنے ہی میں احتیاط بتائی

اور جو شخص پیغمبر خدا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی صریح توہین کرے وہ یقیناً کافر ہے۔ جو شخص اس کو کافر کہنے سے احتیاط کرے وہ بھی کافر ہے۔آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے حضرت شہید مرحوم کو پیغمبر خدا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی صریح توہین کرنے والا بتا کر پھر بھی ان کو کافر کہنے سے احتیاط کی ، لہٰذا وہ خود کافر مرتد ہو گئے۔ پہلے آپ اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو تو مسلمان ثابت کیجیے پھر حضرت حکیم الامت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی کے کفر پر بحث کیجیے۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے اس کا یہ مختصر جواب ارشاد فرمایا کہ: یہ آپ چھیڑے ہوئے موضوع مناظرہ نمبر اول سے فرار کر رہے ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی کا کفر فقہی اس مناظرے کا موضوع دوم ہے۔اور حضور پرنور مرشد برحق امام اہل سنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان واسلام اس مناظرے کا موضوع سوم قرار دیا گیا ہے۔ابھی پہلے ہی موضوع پر بحث سے آپ کا پیچھا نہیں چھوٹا۔ پھر تیسرے کا ذکر چھیڑ دینا کیا اصول مناظرہ کے مطابق آپ کا مناظرے سے فرار نہیں؟ اور اصل بات یہ ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں:

ا......کلام۔

۲......تکلم۔

۳......متکلم۔

ان میں سے جس کسی میں بھی احتمال پیدا ہوگا مانع تکفیر شخص ہوگا۔ کلام میں تو

قول کو کفر کہا جائے گا، لیکن قائل کو کافر کہنے سے محققین، فقہا اور حضرات متکلمین احتیاط فرمائیں گے۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ قائل نے وہی تاویل بعید مراد لی ہو تکلم میں یوں کہ کلام تو کھلا ہوا نا قابل توجیہ و تاویل کفر صریح ہو مگر اس بات کا قطعی یقینی ثبوت نہ ہو کہ وہ کلام اسی قائل کا ہے تو کلام اگر چہ قطعی کفر ہوگا مگر اس شخص کو کافر نہیں کہیں گے متکلم میں یوں کہ قول تو ایسا کفر صریح ہو جس میں تاویل بعید بھی متعذر رہو مگر قائل کی اس قول سے توبہ مسموع ہو۔ پھر اگر اس توبہ کا ثبوت شرعی متحقق ہو جائے تو اس قائل کی تکفیر حرام بلکہ عند الفقہا خود کفر ہوگی اور اگر اس کا ثبوت شرعی نہ ہو مگر شہرت ہو تو کیف وقد قیل کی بنا پر اس قول کو قطعی یقینی کفر کہیں گے لیکن اس قائل کو کافر کہنے سے احتیاط برتیں گے۔ اس مبحث کی پوری تفصیل رسالہ مبارکہ ”الموت الأحمر علی کل أنجس أکفر“ میں موجود ہے۔ اسمٰعیل دہلوی کی بھی تو اس کے کفریات سے توبہ مشہور ہے۔ چنانچہ ”فتاویٰ رشیدیہ“ مبوّب حصہ اول صفحہ ۱۲۱/ پر رشید احمد صاحب گنگوہی کا مستفتی لکھتا ہے:

> ”ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل ”تقویت الایمان“ سے توبہ کی ہے۔“

رشید احمد صاحب گنگوہی نے اس شہرت توبہ کا انکار نہیں کیا بلکہ شہرت توبہ کو شہرت کاذبہ ٹھہرایا۔ چنانچہ صفحہ ۱۲۲/ پر لکھتے ہیں:

> ”توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے“

جب گنگوہی خود مانتا ہے کہ بدعتیوں نے اسمٰعیل دہلوی پر افترا کر کے یہ شہرت دے دی ہے کہ انھوں نے اپنے کفریات سے توبہ کر لی تھی تو شہرت حاصل ہو گئی

اب اس شہرت توبہ کی موجودگی میں احتیاط یہی ہے کہ اسمعیل دہلوی کے اقوال کفریہ کو کفر ہی کہا جائے اور خود اسمعیل دہلوی کو کافر کہنے سے کف لسان کیا جائے۔ جو شخص شبہ واحتمال پیدا ہو جانے کے سبب کسی شخص کو کافر کہنے سے شرعی احتیاط برتے اگر وہ بھی آپ لوگوں کے نزدیک کافر ہے تو یہ دیکھئے! آپ کے مذہبی پیشوا رشید احمد گنگوہی ''فتاویٰ رشیدیہ'' مبوب حصہ اول صفحہ ۸/ پر لکھتے ہیں:

''بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے''

دیکھئے! جن علمائے کرام و متکلمین عظام نے احتیاط کی بنا پر یزید کو کافر کہنے سے زبان روکی ان کو رشید احمد صاحب گنگوہی ائمہ دین مانتے ہیں اب بولیے آپ کے فتوے سے معاذ اللہ کافروں کو دین کے ائمہ مان کر آپ کے گنگوہی صاحب کافر ہوئے یا نہیں؟ اب آپ نے تیسرے موضوع کا ذکر چھیڑا ہے تو اس کے متعلق بھی قاطع ومسکت جواب سن لیجیے کہ اس موضوع پر اب یا آئندہ آپ یا آپ کے بڑے چھوٹے مناظرین و متکلمین جو کچھ کہیں سب کا لاجواب جواب باذن الملک الوہاب ہو جائے۔

حکیم الامت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی کی ''مجالس الحکمۃ'' مطبع امداد المطابع تھانہ بھون کے صفحہ ۱۵۰/ پر ہے:

''ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں؟ فرمایا ہاں۔ ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔''

ہاں اب بولیے اور ذرا ہمت کر کے اس کے جواب میں اپنے لب کھولیے

کے مریدین ومعتقدین ومحبین اہل سنت کے متعلق آپ کے حکیم الامت کا یہ فتوی صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو مسلمانوں کو کافر کہہ کر آپ سب مبلغین خارجیہ مناظرین دیوبندیہ ومولویان وہابیہ کافر ہوئے یا نہیں؟ اور اگر غلط ہے تو کافروں کو مسلمان بتا کر آپ کے حکیم الامت کافر ہوئے یا نہیں؟ اور پھر ان کو حکیم الامت مان کر آپ سب مولویان دیوبندیہ مناظرین وہابیہ ومبلغین خارجیہ کافر ہوئے یا نہیں؟ غرض کفر تو وہابیوں دیوبندیوں خارجیوں پر ایسا عاشق ہے کہ کوئی پہلو بدلو، کسی کروٹ پر ہو کفر تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ ملایان وہابیت ومبلغین خارجیت ومناظرین دیوبندیت اس رد قاہر کے جواب میں بھی اپنے لب نہیں کھول سکے اور ان شاء اللہ العزیز المقتدر قیامت تک بھی نہیں کھول سکیں گے۔

۱۱...... شغالِ صحرائے دیوبندیت نے عوام حاضرین جلسہ کو برانگیختہ کرنے کے لیے یہ بھی کہا کہ تم لوگوں کی کیا حقیقت ہے دس کتابیں لے کر مناظرہ کرنے چلے آتے ہو۔ دیکھو ہمارے پاس ہمارے اسٹیج پر اس وقت ڈیڑھ ہزار کتابیں موجود ہیں۔ دنیا میں کچھا کیلے تمھیں تو مولوی نہیں ہو۔ موراواں کے قریب ہی فرنگی محل ندوۃ العلما اور مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں گرامی قدر علما موجود ہیں۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ان مدرسوں کے کسی مستند مفتی سے عبارت متنازعہ ''حفظ الایمان'' پر مولانا اشرفعلی صاحب کا نام لکھ کر ان پر کفر کا فتوی دلا دو تو ہم جانیں۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بعون اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیں میدان مناظرہ میں کتب خانہ لانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ للہ الحمد کہ ہمارے رب کریم جل جلالہ کا پیارا قرآن عظیم ہمارے

سینوں میں محفوظ ہے احادیث مبارکہ کی جو کتابیں آپ لوگ اپنے ساتھ میدان مناظرہ میں لادکر لاتے ہیں انھیں سے بحمدہ تعالیٰ مذہب اہل سنت کے ایک ایک مسئلے کا اثبات واحقاق اور وہابیوں، دیوبندیوں کی ایک ایک خباثت کا ابطال وازہاق ہوتا ہے۔ جب ہم کو معلوم ہے کہ آپ لوگ میدان مناظرہ میں کتابیں ڈھوکر لایا کرتے ہیں تو ہمیں کتابیں لانے کی حاجت نہیں رہی۔ آپ ہی کے اسٹیج پر سے کتاب طلب کر کے عبارت پڑھ دیتے ہیں، کھول کر دکھا دیتے ہیں، اس وقت تو ہمارے پاس وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں کے پیشواؤں اور اُن کے اکابر کی تحریریں تصنیفیں ہیں اور یہ بھی صرف اس ضرورت سے کہ اگر آپ لوگوں کو یقین ہوجائے کہ مناظر اہل سنت کے پاس فلاں وہابی دیوبندی کی فلاں کتاب نہیں ہے تو فوراً جھوٹ بول کر افترا کے پھنکے اڑا کر صاف مکر جاتے ہیں کہ یہ عبارت ہرگز اس کتاب میں نہیں۔ بمجبوری صرف اس لیے کہ بعون اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی دہن دوزی کی جاسکے، یہ چند کتابیں ہم اپنے ساتھ لیتے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کا ڈیڑھ ہزار کتابیں لادکر یہاں لے آنے پر فخر کرنا بے جا ہے۔ جب آپ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں تو آپ لوگ اسی کے مصداق ہیں جو اللہ واحد قہار جل جلالہ فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. (سورہ جمعہ: ۵)

یعنی ان لوگوں کی مثال جن کو توراۃ دی گئی پھر انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا،

آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ ایسے ظالموں کو راہ نہیں دیتا اسی مفہوم کو حضرت سعدی عارف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ادا کیا ہے ؎

نہ محقق بود نہ دانش مند　　چارپایے بروکتابے چند

آں تہی مغز را چہ علم وخبر　　کہ بروہیزم است یا دفتر

ذرا بتایئے! تو ان ڈیڑھ ہزار کتابوں نے آپ لوگوں کو کیا نفع پہنچایا، آپ لوگوں کے کون سے کفر کو اسلام بنایا۔ جب قرآن پاک کی شان یہ ہے کہ" وَلَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا (سورہ بنی اسرائیل: ۸۲) "یعنی یہ قرآن ظالموں کو نہیں بڑھاتا مگر ٹوٹا اور نقصان تو اور کسی دینی کتاب سے کسی کافر مرتد کو کیا نفع پہنچ سکتا ہے۔ ندوہ تو کھلے ہوئے گمراہوں بدمذہبوں بے دینوں کا مدرسہ ہے۔ مدرسہ فرقانیہ پر اب اکثر وبیش تر دیوبندی مرتدوں کا قبضہ ہے فرنگی محل کے بزرگ اکابر علمائے اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ دنیا سے تشریف لے گئے اور اب وہاں بھی اکثر نوجوانوں آزاد روشوں کا غلبہ ہے جو نہ مولوی ہیں، نہ لیڈر۔ بلکہ مولویت اور لیڈری کے درمیان برزخ ہو کر رہ گئے ہیں، جو لیڈروں کی چلائی ہوئی ہر ایک آندھی کے ساتھ اڑنے کے لیے لبیک کہنے کو تیار ہیں۔ کبھی گاندھی کی آندھی میں اڑ گئے، کبھی کانگریس کے ساتھ جڑ گئے کبھی مسلم لیگ کی طرف مڑ گئے۔ ایسے ہی حضرات کے فتوؤں پر آپ نے تھانوی صاحب کے کفر وایمان کا مدار رکھا ہے۔

اچھا آپ اگر اپنی بات میں پکے ہیں تو ایک دستخطی اقرار نامہ ہم کو دے دیجیے کہ اکابر فرنگی محل رحمہم اللہ عزّ وجل کی تحریروں پر مسائل مختلف فیہا کا فیصلہ رکھ دیا جائے پھر دیکھیے حضرت ملک العلما بحر العلوم فرنگی محلی قدس سرہ العزیز وحضرت مولانا شاہ عبدالرزاق صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک تحریروں ہی سے دیوبندی دھرم کے کیسے پرخچے

اڑتے ہیں۔ نیز موجودہ حضرات فرنگی محل کا ایک فتوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' کے کفر پر میں سنا چکا ہوں۔ کہیے اب تو آپ نے جانا کہ عبدالشکور کاکوروی کافر ہیں۔

سنیے! اعتماد دلائل شرعیہ پر ہوا کرتا ہے، خواہ کوئی ان کے موافق ہو یا مخالف جب قرآن عظیم وحدیث کریم وفقہ قویم کے روشن دلائل و براہین سے اشرفعلی تھانوی ورشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھوی وقاسم نانوتوی کا مرتد وکافر ہونا ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالم تاب سے بھی زائد روشن طور پر ثابت کیا جا چکا ہے۔ اب تو کسی مدرسے کے مولوی صاحبان اس کی موافقت کریں یا مخالفت، وہابیوں، دیوبندیوں کے کفر وارتداد پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

اور اگر فتوؤں پر ہی دارومدار ہے تو یہ دیکھئے! کتاب مبارک ''حسام الحرمین شریف'' موجود ہے۔ جس میں مکہ معظّمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام نے تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی، نانوتوی پر بالاتفاق فتوے دیئے ہیں کہ یہ لوگ اپنے اقوال کفریہ مندرجہ ''حفظ الایمان، ص ۸/، براہین قاطعہ، صفحہ ۵۱/، تحذیر الناس'' صفحہ ۱۴/۲۸/ کے سبب قطعاً یقیناً کافر، مرتد ہیں۔ مکہ معظّمہ ومدینہ طیبہ کے وہ اکابر علمائے اسلام جو آج سے چھتیس برس پہلے وہاں تھے وہ آج کل کے مولویان ندوہ وفرنگی محل ومدرسہ فرقانیہ سے یقیناً بدرجہا افضل واعلم واعلیٰ تھے۔ پھر ان کا فتویٰ تو یقیناً آپ کے لیے واجب التسلیم ہونا چاہیے۔

اس قاہر وجاں گداز ایراد کے جواب میں بھی وہابیہ، دیوبندیہ وخارجیہ خاموش رہے۔ اور ان شاء اللہ العزیز المقتدر قیامت تک خاموش ہی رہیں گے۔

کرنے کے لیے ایک یہ مہمل تقریر بھی کی کہ آپ اپنی تقریر میں پے در پے اشتعال انگیز جملے استعمال کر رہے ہیں۔ مجمع کو مشتعل کر کے برانگیختہ کرنا چاہتے ہیں یہ بات بھی حاضرین جلسہ خوب دیکھ رہے ہیں کہ آپ تو بجز کافر وملعون مرتد بے دین جہنمی کے اور کچھ کہتے ہی نہیں ہیں اور ادھر سے میں آپ کو بھائی جان اور مہربان من کے جملوں سے مخاطب کر رہا ہوں سمجھ دار پبلک مہذب و بااخلاق مناظر کی قابلیت کی داد دے رہی ہے۔ خود مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کے طالب علم محمد اختر نے اس بات کا ہمارے سامنے اقرار کیا ہے کہ ہمارے مولوی حبیب الرحمٰن صاحب صدر مدرس مدرسہ سبحانیہ اور مولوی حشمت علی صاحب نہایت بدزبانی سے کام لیتے ہیں اور تقریروں میں تہذیب واخلاق کی حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اگر آپ کہیے تو میں محمد اختر صاحب طالب علم سے اسی مجمع میں اس امر کا اقرار کرادوں یا کہیے تو ان سے اس بات کی تحریر لکھوادوں۔ مہربان من! آپ ہم کو کافر، مرتد، ملعون، بے دین جہنمی جو کچھ سمجھتے ہیں سمجھتے رہیں۔ مگر زبان سے اچھے اور عمدہ پیارے اور مہذب الفاظ بولنے میں آپ کا کیا بگڑتا ہے۔ اگر آپ بھی ہم کو بھائی اور مہربان کہہ کر خطاب کریں تو اس میں آپ کا کیا حرج ہے۔ مگر نہیں اس میں ایک راز ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم کو کافر مرتد کہہ کر مجمع کو مشتعل کر دیں اور اس طرح شور وغل برپا کر کے آپ کو مناظرے سے فرار کا موقع مل جائے۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے اس کے جواب میں فرمایا۔ محمد اختر صاحب طالب علم سے نہ زبانی اقرار لینے کی ہم کو حاجت ہے، نہ تحریر لینے کی ضرورت ہے۔ آپ اگر اپنے حق میں مفید سمجھیں تو ان سے تحریر لے کر اپنی روداد میں شائع کر دیں۔ ہمیں تو پورا تجربہ ہو چکا ہے کہ دیوبندیہ عنود اپنے اسلاف کفار یہود کی سنت

کے پورے متبع ہیں۔قرآن عظیم فرماتا ہے:

”وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ O(سورہ اٰل عمران: ۷۲)

”یعنی اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کہا کہ مسلمانوں پر جو (قرآن) نازل ہوا ہے، تم اس پر صبح سویرے ایمان لے آؤ اور دن کے پچھلے وقت اس سے کافر ہو جاؤ، تاکہ مسلمان بھی اپنے دین سے باز آجائیں۔“

بعض یہودیوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ صبح کے وقت قرآن پاک پر ایمان لانا ظاہر کر کے بظاہر مسلمان ہو جاتے اور شام کو کافر ہو جاتے اور کہتے کہ ہمیں اسلام میں کچھ لطف نہیں آیا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔اس فعل خبیث سے ان کا ناپاک مقصد یہ تھا کہ ضعیف الایمان لوگ جن کے دلوں میں اسلام ابھی پورا راسخ نہیں ہوا ہے وہ شبہ میں پڑ جائیں کہ یہ یہودی لوگ جو اگلی کتاب آسمانی کے جاننے والے ہیں جب یہ لوگ اسلام لاکر پھر گئے تو شاید اسلام حق نہ ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ...... رنگون میں اس کا تجربہ ہو چکا کہ دیوبندی مرتدوں نے کئی خبیثوں کو میرے پاس بھیجا وہ آکر مرید بنے، شجرے لیے پھر جا کر مرتد ہو گئے، بلکہ ان میں بعض نے میرے مقدمے میں دیوبندی مرتدوں کی طرف سے ان کی حمایت میں گواہیاں بھی دیں۔اسی طرح اگر آپ نے بھی مدرسہ سبحانیہ الہ آباد سے کسی دیوبندی طالب علم کو اسی مقصد کے لیے بلا لیا ہو کہ عین وقت پر وہ کفار دیوبندیہ کی مشکل کشائی کرے تو اس میں کیا تعجب ہے۔

آپ کافر، مرتد، ملعون، بے دین، جہنمی ان لفظوں کو اشتعال انگیز بتا رہے

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم حاضر و ناظر ہے کہ یہ الفاظ یا اس قسم کے دوسرے کلمات ہرگز آپ لوگوں کی دل آزاری یا اشتعال انگیزی کے لیے نہیں کہے گئے۔ بلکہ ان تمام باتوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی جائے کہ آپ لوگوں کی روحیں کفر وارتداد و بے دینی وملعونیت وجہنمیت کی بیماریوں میں مبتلا ہیں، تاکہ آپ لوگوں پر جب آپ لوگوں کی روحوں کے ان مہلک مرضوں کو کھلم کھلا ظاہر کیا جائے تو آپ لوگ اپنی روحوں کے معالجے کے لیے غور وفکر کریں۔ طبیب اگر مریض کے خطرناک مرض کی تشخیص کر کے اس کو متنبہ کردے تاکہ وہ اپنے علاج کی طرف متوجہ ہو جائے، تو مریض کو اس پر دل آزردہ و مشتعل ہونے کا کوئی حق نہیں۔ پھر طبیب جو علاج بتائے گا اس میں دقتیں بھی ہیں، روپے پیسے کا خرچ بھی ہے۔ اور روحانی اطبّا یعنی مناظرین وعلماے اہل سنت آپ لوگوں کے مہلک روحانی امراض کا بالکل مفت اور بالکل سہل علاج بتارہے ہیں کہ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں اشرفعلی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی اور عبدالشکور کاکوروی وغیرہم جملہ وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، گمراہوں، بدمذہبوں، بے دینوں، مرتدوں کا ساتھ چھوڑ کر کفریات دیوبندیہ وضلالات خارجیہ سے سچی توبہ کر کے از سر نو کلمہ پڑھ کر سنی مسلمان بن جایئے، بس فوراً آپ کی روحیں ان مرضوں سے باذنہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فوراً ہی یقینی صحت وشفا حاصل کرلیں گی۔ پھر ان کلمات پر آپ لوگوں کو دل آزاری اور اشتعال انگیزی کا کیا حق ہے۔

نیز مناظرے کا وہ شرائط نامہ جس پر وہابیوں، دیوبندیوں کی طرف سے مولوی شعیب اور حاجی عبدالوحید صاحبان کے دستخط ہیں اور سنی مسلمانوں کی طرف سے

جناب عبدالرؤف صاحب زمیندار اور مولوی بسم اللہ صاحب کے دستخط ہیں اس میں :

''پہلا موضوع یہ لکھا گیا ہے کہ پہلے فریق دوم مولوی اشرفعلی تھانوی ،رشید احمد گنگوہی ،خلیل احمد انبیٹھوی اور قاسم نانوتوی کو ان کی کتابوں'' حفظ الایمان وبراہین قاطعہ وتحذیر الناس'' کی بنا پر کافر مرتد ثابت کرے گا اور فریق اول ان کو مومن کامل ثابت کرے گا۔''

''دوسرا موضوع یہ لکھا گیا ہے کہ فریق دوم مولوی اسمعیل دہلوی کو ان کی کتابوں'' تقویت الایمان وصراط مستقیم ویک روزی وتنویر العینین'' کی بنا پر فقہی کافر ثابت کرے گا اور فریق اول اس کی تردید کرے گا۔''

''اور تیسرا موضوع یہ لکھا گیا ہے کہ فریق اول مولوی احمد رضا خاں صاحب کو ان کی کتابوں سے کافر ثابت کرے گا اور فریق دوم اس کا رد کرے گا۔تو اس مناظرے میں یہ تینوں موضوع شروع سے آخر تک فریقین کے کفر واسلام کے سوا اور کچھ نہیں۔کافر، مرتد اگر معاذ اللہ بے توبہ مرجائے تو ملعون اور جہنمی ہے۔ پھر انھیں اصل مباحث کے الفاظ کافر، مرتد، بے دین، جہنمی اور ملعون کو دل آزار اور اشتعال انگیز کلمات قرار دے کر ان کلمات کے استعمال پر چراغ پا ہونا اور ان کے استعمال سے روکنا درحقیقت اصل موضوع مناظرہ پر بحث ہی سے فرار کرنا ہے۔''

اشتعال انگیز اور دل آزار کلمات خبیثہ تو آپ کے بڑوں نے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ایسے ایسے بکے اور لکھے اور چھاپ کر شائع کئے ہیں کہ العیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ایک ناپاک اور ملعون عبارت'' حفظ الایمان'' تو

اور سنیے! آپ کے اور مولوی عبدالشکور کا کوروی کے مذہبی پیشوا دینی مقتدا مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنی کتاب ''براہین قاطعہ'' صفحہ ۵۱/ پر لکھتے ہیں:

''شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔''

وسعت کے معنی وسیع اور زائد ہونا، وسعت علم کے معنی علم کا وسیع وزائد ہونا۔ کسی مضمون میں نص قرآن عظیم یا حدیث کریم کا وہ واضح اور کھلا ہوا فرمان جو خاص اسی مضمون کے لیے ارشاد فرمایا گیا۔ ''نصوص'' اسی ''نص'' کی جمع ہے۔ کسی مضمون کے متعلق نص قطعی قرآن شریف یا حدیث منیف کا وہ واضح وروشن ارشاد جس میں اس مضمون کے خلاف کسی شک وشبہ کی بھی گنجائش نہ ہو ''نصوص قطعیہ'' اسی نص قطعی کی جمع ہے۔ ''محیط'' کے معنی گھیر لینے والا۔ ''علم محیط زمین'' کے معنی ایسا علم جو زمین کو گھیر لے اب ''براہین قاطعہ'' کی اس ناپاک عبارت کو عام فہم الفاظ میں سنیے۔ گنگوہی وانبیٹھوی صاحبان کہتے ہیں شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر تمام روئے زمین کے ہر ایک ذرے کو گھیر لینے والا علم جناب رسول اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ وسلم کے لیے ثابت کرنا قرآن عظیم وحدیث شریف کے کھلے ہوئے واضح ارشادات کے خلاف ہے جو بغیر کسی شک وشبہ کے اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ ایسا وسیع علم رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ہرگز حاصل نہیں۔ اس پر کوئی دلیل نہیں، یہ جھوٹا اور کھوٹا قیاس ہے۔ شیطان وملک الموت علیہ السلام کے لیے تو ایسا وسیع اور زائد علم قرآن وحدیث کے کھلے ہوئے ارشاد سے ثابت ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے وسیع اور زائد علم کسی آیت وحدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ رسول اللہ صلی المولیٰ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وسلم کے لیے وسیع اور زائد علم ثابت کرنے والا آیات واحادیث کو رد کرتا ہے۔ شیطان وملک الموت کے لیے وسیع وزائد علم ماننے والا تو مسلمان ہے مگر رسول اللہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ وسلم کے لیے وسیع وزائد علم ماننے والا ایسا مشرک ہے جس میں ایمان کا کچھ بھی حصہ نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

''یہی گنگوہی وانبیٹھوی اسی ''براہین قاطعہ'' کے صفحہ ۲۶/ پر لکھتے ہیں:

''مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ: جب سے علماے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی، سبحٰن اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔''

اس خبیث عبارت میں صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ وسلم کو دیوبندی مولویوں کے تعلق سے اردو زبان آگئی والعیاذ باللہ تعالیٰ

صفحہ ۲۵/ پر مولوی اسمعیل دہلوی کی کتاب ''منصب امامت'' کے صفحہ ۳۲/۳۱/ سے نقل کرتے ہیں:

''بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردہ می شود حالاں کہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی و اکمل ازاں از ارباب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع می باشد''

یعنی بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے ظاہر ہونا معجزہ گنا جاتا ہے۔ حالاں کہ ویسے ہی بلکہ کمال وقوت میں ان سے بڑھے ہوئے کام جادوگروں اور بھان متیوں شعبدہ بازوں سے بھی ہو سکتے ہیں۔

اور سنیے! بانی مدرسہ دیو بند مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' کے صفحہ ۳/ پر لکھتے ہیں:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیا سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصف کریم خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں کہ حضور علیہ وعلیٰ الہ الصلاۃ والسلام سب سے پچھلے نبی ہیں۔ حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کے مبعوث ہوجانے کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور کسی کو نبوت نہیں مل سکتی خاتم النبیین کے یہی معنی ضروریات دین میں سے ہیں اور خاتم النبیین کے یہی معنی حضور خاتم الانبیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والثنا

نے بتائے خاتم النبیین کے یہی معنی تمام صحابہ کرام وتابعین عظام وتبع تابعین فخام وائمہ عالی مقام واولیاے امت ذوی الاحترام وعلماے ملت ذوی الاحتشام وجملہ اہل اسلام سمجھتے، مانتے، بتاتے چلے آئے۔ مگر نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے یہ معنی مراد لینا کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو عوام یعنی ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے، سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور سنیے! مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رسالہ ''یکروزی'' میں لکھا تھا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے:

''والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید قدرت ربانی باشد''

کیوں کہ انسان جھوٹ بول سکتا ہے اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو انسان کی قدرت بڑھ جائے گی اور خدا کی قدرت گھٹ جائے گی۔

مناظرۂ بھاولپور میں حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسمٰعیل دہلوی کی اس ذلیل دلیل پر معارضہ فرمایا کہ:

''انسان تو چوری بھی کرسکتا ہے، شراب بھی پی سکتا ہے، جاہل بھی ہوسکتا ہے، ظالم بھی ہوسکتا ہے، اب بولو! کیا یہ سب کام خدا بھی کرسکتا ہے؟ اگر کہو کہ خدا یہ کام نہیں کرسکتا تو اسمٰعیل دہلوی کی دلیل یہ بتا رہی ہے کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زائد ہوجائے گی۔''

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے مناظرہ بھاول پور میں اس معارضے کا جواب یہ دیا جو رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ عاشق الٰہی میرٹھی نے ''تذکرۃ الخلیل'' کے صفحہ ۸۶؍ پر شائع

”چوری شراب و جواری جہل و ظلم سے معارضہ بھی کم فہمی سے ناشی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت کا بندے کی قدرت سے زائد ہونا اور خدا کے مقدورات کا بندے کے مقدورات سے زائد ہونا ضروری نہیں، حالاں کہ یہ کلیہ مسلمہ اہل کلام ہے کہ جو مقدور العبد ہے وہ بمقدور اللہ ہے۔“

اس عبارت میں انبیٹھوی صاحب نے صاف کہہ دیا کہ اے مولوی غلام دستگیر! تم سمجھ کم رکھتے ہو جو ایسا معارضہ پیش کر رہے ہو، کیا تم بندے کی قدرت سے خدا کی قدرت کو اور بندے کے مقدورات سے خدا کے مقدورات کو زائد نہیں مانتے؟ ارے خدا تو چوری بھی کرسکتا ہے، شراب بھی پی سکتا ہے، جاہل بھی ہوسکتا ہے، ظالم بھی ہوسکتا ہے۔ غرض اہل کلام کے کلیہ مسلمہ ”**کل مقدور العبد مقدور اللّٰہ**“ کے مطابق بندے جس قدر بھی اچھے، برے، پاک، ناپاک کام کرسکتے ہیں وہ سب کام خدا بھی کرسکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور سنیے! آپ کے اور عبدالشکور کاکوروی کے امام، عالی مقام جناب اسمٰعیل دہلوی اپنی ”صراط مستقیم“ مطبوع مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۸۶/ پر لکھتے ہیں:

”از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ وخر خود است کہ خیال آں با تعظیم واجلال بسودائے دل انساں می چسپد بخلاف خیال گاؤ وخر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود ونہ تعظیم بلکہ مہان ومحقر می بود وایں تعظیم واجلال غیر کہ

درنماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد"۔

اس ناپاک عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ نماز میں اگر زنا کرنے کا وسوسہ آئے تو بھی نماز ہو جائے گی مگر اس سے بہتر ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا خیال نماز میں آئے اور اپنے پیر یا کوئی اور عظمت والے بزرگ اگرچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہوں ان کی طرف خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں قصداً ڈوب جانے سے بھی بدر جہا بدتر ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کا خیال تو انسان کے دل میں تعظیم وتوقیر کے ساتھ آئے گا اور بیل، گدھے کے خیال میں نہ اس قدر دلچسپی ہوگی نہ تعظیم بلکہ توہین وتحقیر کے ساتھ آئے گا۔ اور رسول اللہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی یہ تعظیم وتوقیر جس کا نماز میں لحاظ وقصد ہوگا یہ آدمی کو مشرک بنادے گی (جب آدمی مشرک ہو گیا تو اس کی نماز خود ہی باطل ہو جائے گی) والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور سنیے! یہی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب "تقویت الایمان" مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۱۶/ پر لکھتے ہیں:

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے بڑی مخلوق حضور اقدس مالک دوعالم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور تمام انبیا ومرسلین اور ملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والسلام حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم سے چھوٹی مخلوق ہیں۔ تو اسمٰعیل دہلوی نے اس ناپاک عبارت میں صاف کہہ دیا کہ بڑی

مرسلین اور ملائکہ ہوں، علیہم الصلاۃ والسلام یہ سب کے سب خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ سب سے بڑی مخلوق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت خدا کی شان کے آگے چمار کے برابر بھی نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اور سنیے! یہی اسمٰعیل دہلوی اسی ''تقویت الایمان'' کے صفحہ ۶۳ / پر لکھتے ہیں:

''اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیا اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔''

یعنی ایک ذرۂ ناچیز بھی اللہ کے روبرو کچھ وقعت رکھتا ہے مگر انبیا واولیا کی وقعت اللہ کے سامنے ایک ذرۂ ناچیز سے بھی بہت زیادہ گھٹی ہوئی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور سنیے! یہی اسمٰعیل دہلوی اسی ''تقویت الایمان'' کے صفحہ ۲۷ / پر لکھتے ہیں:

''جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی مت کا سردار ہے۔''

یعنی حضور اقدس پیغمبر خدا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی اور دوسرے ہر ایک پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی اپنی اپنی امت پر سرداری ایسی ہی ہے جیسی سرداری قوم کے چودھری کو قوم پر اور گاؤں کے زمین دار کو گاؤں پر ہوتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

خدا و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہ عزت میں ایسی ہی گستاخی و دریدہ دہنی کرنے والے اسمٰعیل دہلوی کو آپ کے مقتدا عبد الشکور کاکوروی کے اخبار ''النجم'' ۱۰/ اگست ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۲ / پر یہ خطابات دیئے جاتے ہیں:

''شیر اسلام، امام عالی مقام، آیت رب حمید، حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل

شہید'' والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور سنیے! رسالہ ''الامداد'' صفر ۱۳۳۶ھ کے صفحہ ۳۵ر پر ایک شخص کے خواب و بے داری کا یہ واقعہ شائع کیا جاتا ہے کہ وہ خواب میں ''**لاالہ الا اللّٰہ أشرفعلی رسول اللّٰہ**'' اور بے داری میں جاگتے ہوئے ہوش وحواس کے ساتھ ''**اللّٰھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی**'' پڑھتا ہے اور پھر جھوٹا عذر یہ گڑھتا ہے کہ میری زبان میرے قابو میں نہیں تھی، میں تو چاہتا تھا کہ ''**اللّٰھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا محمد**'' پڑھوں مگر میری زبان میرا کہنا نہیں مانتی تھی وہ ہر بار یہی کہے جاتی تھی۔ ''**اللّٰھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا أشرفعلی**'' غرض میرے دل وزبان کے درمیان یہ جنگ دن بھر جاری رہی اور خود مجھ کو بھی دن بھر ایسا ہی کچھ خیال رہا کہ اشرفعلی تھانوی نبی ورسول ہے۔ آپ کے حکیم الامت صاحب جواب دیتے ہیں کہ:

''جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے''

یعنی اپنے مریدوں کو راستہ بتایا جاتا ہے کہ جس کسی مرید کو اس امر کی تسلی حاصل کرنی مقصود ہو ہمارے پیر تھانوی متبع سنت ہیں یا نہیں وہ اسی طریقے پر عمل کرے۔ خواب میں تو ''**أشرفعلی رسول اللہ**'' پڑھے اور جاگتے میں ہوش وحواس کے ساتھ دن بھر اشرفعلی کو نبی کہتا رہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور سنیے! یہی آپ کے حکیم الامت صاحب اپنے رسالہ ''**الخطوب المذیبہ للقلوب المنیبہ**'' کے صفحہ ۸ر پر لکھتے ہیں کہ:

''ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ

کمسن بیوی ملے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔"

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو مسلمانوں کی ماں ہیں۔ان کی سواری کے ناقہ ٔمبارکہ کے پاؤں کی غبار پر ہماری ماؤں کی عزتیں قربان، ان کی مبارک ردائے نزہت کے ایک مقدس آنچل کے صدقے میں ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کی مغفرت ہوگی۔ تھانوی صاحب خواب گڑھتے ہیں کہ وہ گھر میں تشریف لائیں۔اور اس کی یہ نجس تعبیر دیتے ہیں کہ ایسی ہی کمسن جورو ملے گی۔کوئی بے غیرت سا بے غیرت حتی کہ چمار اور بھنگی بھی ایسا نہ ہوگا کہ اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر دے کہ ایسے ہی سن وسال کی محبوبہ سے میری شادی ہوجائے گی۔مگر تھانوی صاحب اپنے ہولناک بڑھاپے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عمر اقدس کے ساتھ اور اپنی محبوبہ کی نوخیزی کو حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سن مبارک کے ساتھ یکساں بتا کر معاذ اللہ یہ ملعون تعبیر دے رہے ہیں کہ ایسی ہی کمسن جورو ہم کو ملے گی۔والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور سنیے! یہی آپ کے حکیم الامت صاحب اپنی کتاب "الافاضات الیومیہ" جلد ہفتم صفحہ ۳۶۶ر پر لکھتے ہیں:

"ایک شخص نے اپنا خواب لکھا تھا کہ نعوذ باللہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ایک نازیبا حرکت کی ہے مجھ سے خواب بیان کیا گیا۔ سنتے ہی فوراً ذہن میں آیا یہ شخص کسی شیعی مسئلہ کا

معتقد ہے جو اس عضو کے ساتھ مخصوص ہے۔ میں نے بھی جواب لکھ دیا۔ ان کو تعبیر پڑھ کر حیرت ہوگئی کہ یہ کیسے سمجھ میں آیا۔ ایک میرے دوست بیان کرتے تھے جن سے صاحب واقعہ نے بیان کیا تھا کہ میں ڈھیلے سے استنجا سکھلانے کا نہ معتقد تھا اور نہ میں اس پر عامل تھا۔ اس لیے اپنے لیے تعبیر سے عدم مناسبت بھی نہیں کہہ سکتا تھا''

حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو مسلمانوں کی ماں ہیں۔ ان کی سواری کے ناقۂ مبارکہ کے پاؤں کی غبار پر ہماری ماؤں کی عزتیں قربان، ان کی مبارک ردائے رحمت کے ایک مقدس آنچل کے صدقے میں ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بیبیوں کی مغفرت ہوگی۔ کیا تم میں کوئی ایسا بے غیرت ہے جو ایک خواب اور گڑھے کہ جو اپنی حقیقی ماں کو خواب میں دیکھے اور کہے کہ ان کے ساتھ نازیبا حرکت کی ہے۔

اور سنیے! آپ کے خود ساختہ فرضی امام عبدالشکور کاکوروی اخبار ''النجم'' کے ''خلافت نمبر'' ۲۱/اپریل ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۲۱/ پر حضرت سیدنا مولیٰ علی، مشکل کشا، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کی شان میں یہ گندی گھنونی اور ناپاک عبارت شائع کی جاتی ہے:

''جناب امیر کی مجلس میں علانیہ فسق ہوتا تھا اور آپ اس کو مطلقاً روا رکھتے تھے۔ روکنا اور منع کرنا تو درکنار، آپ اس کا بیان کرنا فخر خیال فرماتے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر ان باتوں کو بہت شوق اور ذوق سے دیکھتے تھے۔ ورنہ یہ کیوں کر فرماتے کہ وہ عورتیں

میں کیا خوب ترجمہ کیا ہے، شاعر کہتا ہے ؎

حیا و شرم کا پردہ اٹھایا شرمگینوں نے سر محفل نقابیں کھول دیں پردہ نشینوں نے
کیا عہد اطاعت نو رسیدہ نازنینوں نے ملائے ہاتھ اُبھری چھاتیوں والی حسینوں نے
جو شرماتے گھر میں مجلسوں میں بے نقاب آئے
جو گھونگھٹ رات میں کرتے تھے دن میں بے نقاب آئے

افسوس! جناب امیر نے خلافت کی طمع میں ان ناگوار اور خلاف شرع باتوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور اعلانیہ ظلم و فسق ہوتے دیکھ کر فخریہ اپنے کلام معجز نظام میں درج فرمایا۔ جس خلافت کی ابتدا ان امور منہیہ سے ہو اس کے عواقب کا حال ظاہر ہے۔"

اس ناپاک عبارت میں حضرت امیر المؤمنین، مولی المسلمین، خلیفۂ چہارم، سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیق بھی ہے اور تکفیر بھی ہے کہ فسق کو مطلقاً روا رکھنے والا بحکم شرع یقیناً کافر ہے۔ کیا کسی کٹر سے کٹر خارجی سے حضرت مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی بارگاہ ولایت پناہ میں اس سے بھی زائد تبرابازی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ خبیث اخبار نے بے حیا، فاسق، فاجر، ظالم، کافر سبھی کچھ تو کہہ ڈالا اور پھر سنی مسلمانوں کا آرگن بنتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور سنیے! آپ کے انھیں خود ساختہ فرضی امام عبدالشکور کاکوروی کے "اخبار النجم" کے کربلا نمبر ۱۰ر محرم ۱۳۵۶ھ کے صفحہ ۲۰ر سے صفحہ ۲۶ر تک ایک مضمون "واقعات کربلا" کی سرخی کے ماتحت شائع کیا گیا ہے۔ اس پلید و نجس مضمون میں تو دل کھول کر اپنی خارجیت و یزیدیت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس وقت اس کی ایک گندی عبارت سناتا

ہوں۔ صفحہ ۲۴/ کے دوسرے کالم سے صفحہ ۲۵/ کے پہلے کالم تک تیرہ حدیثیں لکھی ہیں۔ جن میں سے دوسری اور تیرہویں حدیث میں تو حضور اقدس عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے فرزند ارجمند، حضرت سیدنا امام عرش مقام حسین پاک علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام کی شہادت کی خبر دی ہے۔ دسویں حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص نہ بادشاہ بنا، نہ بادشاہ کا سکریٹری، نہ لیڈر وہ کامیاب ہو گیا۔ اور بارہویں حدیث قدسی کا مضمون یہ ہے کہ جب بندے اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بادشاہوں کے دلوں کو ناراضی و دار و گیر کے ساتھ ان کی طرف پھیر دیتا ہے، وہ انھیں بدترین عذاب چکھاتے ہیں۔ باقی نو حدیثوں کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص امام برحق اور شرعی خلیفۃ المسلمین ہو اس پر بغاوت حرام اور اس کی اطاعت واجب ہے۔ ان حدیثوں کے لکھنے کے بعد صاف صاف لکھا جاتا ہے کہ:

”بقیہ تمام روایات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح یزید کی مخالفت پر رضا مند نہ تھے۔“

یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی مخالفت کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ناراض کر دیا۔ اگر حضرت سیدنا امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت کر لیتے اور عمر بھر اس کی اطاعت کرتے رہتے تو حضور اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم راضی ہوتے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور سنیے! اسی مضمون میں صفحہ ۲۶/ کے پہلے کالم پر لکھا جاتا ہے:

”یزید کو جو اس وقت کے مسلمانوں پر ایک عذاب الٰہی کا نمونہ

اس ناپاک عبارت میں درپردہ یہ بھی کہہ دیا کہ حضرات شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اللہ تعالیٰ کے نافرمان تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے عذاب کو یزید کی شکل میں مسلط کیا۔ اور یزید چوں کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر اسی کا مسلط کیا ہوا عذاب تھا۔ لہٰذا یزید کو برا کہنا ہرگز ہرگز نا جائز نہیں۔

کیا یزیدیت وشمریت وناصبیت کی اس سے بھی بدتر کوئی مثال تصور کی جاسکتی ہے کہ سنیت کے پردے میں یزید اور یزیدیوں کی مدح سرائی اور حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں تبرابازی کی جارہی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ دیکھئے! اور آنکھیں کھول کر دیکھئے!! یہ چند ناپاک وملعون کلمات آپ کے بڑوں کے ان نجس اور گندے کلمات میں سے ''مشتے نمونہ از خروارے'' اور ''اندکے از بسیارے'' ہیں۔

بولیے! اور جلد بولیے!! سنی مسلمانوں کے لیے ان سے بڑھ کر دل آزار اور اشتعال انگیز کلمات اور کیا ہوسکتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہم بھی آپ کو بھائی جان کہیں تو بسم اللہ فوراً ایسے گندے کفری کلمات سے سچی توبہ کرکے ان کے قائلین سے اپنی مذہبی نفرت وبیزاری کا اعلان کرکے سچے پکے سنی مسلمان بن جائیں، ہم فوراً آپ کو اپنا دینی اسلامی بھائی سمجھیں گے۔ اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کفریات کو مانتے رہیں اور ہم آپ کو دل میں کافر سمجھتے رہیں مگر زبان سے ''بھائی جان'' اور ''مہربان من'' کہتے رہیں تو جناب یہ تقیہ بازی اور منافقت ہے۔ جس سے بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اہل سنت بیزار وبری ہیں۔ وللہ الحمد۔ یہ تقیہ بازی اور منافقت آپ ہی کو مبارک رہے کہ دل میں آپ ہم مسلمانان اہل سنت کو کافر مشرک سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کا ''تقویت

الایمان'' مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۵/۸، ۱۰/ تا ۱۴/ پر اور ''تذکیر الاخوان'' مطبوع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۸۶/ تا ۸۸/ پر۔ اور حکیم الامۃ الوہابیہ مولوی اشرفعلی تھانوی کا ''بہشتی زیور'' حصہ اول مطبوعہ انتظامی پریس کانپور کے صفحہ ۴۵/ تا ۴۷/ پر فتوی اور وہ بھی بیسوں مرتبہ کا شائع شدہ موجود ہے۔ مگر لوگوں کو اپنی تہذیب، شائستگی اور خوش اخلاقی دکھانے کے لیے زبان سے ہم کو ''بھائی جان اور مہربان من'' کہتے ہیں۔ آپ نے کافر ومرتد کو بحکم شرعی کافر، مرتد کہنا بے تہذیبی وبداخلاقی بتایا۔ قرآن عظیم کی صدہا آیات مبارکہ میں کافروں، مشرکوں، مرتدوں اور منافقوں کو کافر، مشرک، مرتد، منافق، جہنمی، ملعون فرمایا گیا ہے۔ تو آپ کے فتوے سے قرآن پاک بے تہذیب اور بداخلاق ٹھہرا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بتائیے! کیا یہ آپ کا ایک اور مستقل کفر ہوا یا نہیں؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ

تمام مولویان خارجیہ، وہابیہ، دیوبندیہ میدان مناظرہ میں اس کا کچھ جواب نہیں دے سکے اور ان شاءاللہ الجلیل کبھی بھی اس کا جواب نہیں دے سکیں گے۔

۱۳...... شغال صحرائے دیوبندیت مولوی نور محمد ٹانڈوی نے مرتدین دیوبندیہ، کفار، وہابیہ اور ملحدین خارجیہ کے کفر وارتداد پر بحث سے اپنی جان بچانے کے لیے ایک یہ شرارت بھی کی کہ سید ایوب علی صاحب رضوی کے دیوان ''باغ فردوس'' سے اس کے صفحہ ۴۲/ و ۴۳/ کی یہ نظم پڑھی ؎

اعلیٰ حضرت ذرا کھولو کوڑیاں　　درشن دکھادو میں جاؤں بلہاریاں

کو ہے پیا تو سے ریت مِلَن کی　　رَجرَا بتادے موہے ڈاروں گلے بیاں

احمد ضیاء الدین عرب میں باجے　　ہندی پکارے تو ہے امام سیاں
رَجوؔی جوگنیا کا لہرا سنن کو　　گھونگھٹ اٹھادے گروں پڑوں میں سیاں

اور صفحہ ۱۶/۱۷ کی یہ نظم پڑھی ؂

پیارے رَضا موری بھر دے گگریا　　اچھے رَضا موری بھر دے گگریا
نیناملوں میں تورے پیاں پڑوں میں　　راج کنور موری بھر دے گگریا
بھیج نہ جائے کہیں موری چندریا　　چھاٹی بدریا موری بھر دے گگریا
بلہاری جاؤں پیا ڈاروں گلے بیاں　　بانکے سپہیاں موری بھر دے گگریا
چوماسے کی کالی کالی بلما ہیں رتیاں　　پیارے چندرما موری بھر دے گگریا
گردا میں ڈاروں تورے پھولوں کے گجرے　　واری میں دولہا موری بھر دے گگریا
سکھیاں تو پھیرے بدرا بھر بھر لے گئیں　　دن مندنے آیا موری بھر دے گگریا
رجوؔی ہے ٹھاری، رجوا آس لگائے　　دور نگریا موری بھر دے گگریا

ان دونوں نظموں کو نہایت کمینگی آمیز تمسخر واستہزا کے ساتھ مٹک مٹک کر، تھرک تھرک کر، ہاتھوں کو نچا نچا کر، مونڈھوں اور کولہوں کو ہلا ہلا کر پڑھا اور پھر کہنے لگے یہ ہیں آپ لوگوں کے جذبات اور خیالات کہ اعلیٰ حضرت ذرا کھولو کوڑیاں، رجوا ڈاروں گلے بیاں، رجوی جوگنیا کا لہرا سنن کو گھونگھٹ اٹھا دے، راج کنور، بانکے سپہیا۔ اور اس کے بعد گاگر شریف اور صندل شریف پر ٹھٹھا اڑانے لگے۔ کہنے لگے صندل تو بھائی ہے گاگر بہن ہے، گگریا اس کی منجھلی بہن ہے، گگریا اس کی سنجھلی بہن ہے اور گگر اس کی چھوٹی بہن ہے۔ غرض انھیں مہملات وخرافات میں دس منٹ کا سارا وقت گذار دیا۔ وہابیوں، دیو بندیوں، کفوریوں کا یہ حال تھا کہ مارے ہنسی کے لوٹے

جاتے تھے، بے دم ہوئے جاتے تھے۔ مگران کے علاوہ جس قدر حاضرین جلسہ تھے سب ان خبثا کی حیاوتہذیب وشائستگی کا ماتم کرر ہے تھےاور یہ فیصلہ کرر ہے تھے کہ اب وہابیوں، دیو بندیوں، کفوریوں کی مشکل کشائی کی پگڑی ایسے بھانڈوں اور نقالوں کے سروں پر رکھی گئی ہے۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے اس مسخریہ آمیز تقریر کا یہ متین اور مہذب جواب ارشاد فرمایا کہ: بحث تو یہ تھی کہ اشرفعلی تھانوی وعبدالشکور کاکوروی اور سارے کے سارے وہابیہ، دیو بندیہ، کفوریہ اپنے عقائد خبیثۂ کفریہ کے سبب قطعاً یقیناً کافر، مرتد، بے دین ہیں۔ آپ کے اس تمسخر واستہزا سے کیا آپ لوگوں کا کفر اٹھ گیا، کیا یہ تمسخر واستہزا ہی آپ لوگوں کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔ کفار ومشرکین ہمیشہ اللہ عز وجل کے مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام سے استہزا کرتے رہے ہیں۔ یٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ مَايَأۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ. (سورہ یٰسٓ شریف: ۳۰) للہ الحمد کہ کفار ومشرکین کا ورثہ آپ لوگوں کو ملا ہےاور حضرات انبیاومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کا صدقہ ہم کو عطا ہوا ہے۔

رضينا قسمة الجبار فينا

لنا علم وللجهال مال

گاگر شریف اور صندل شریف پر آپ نے ٹھٹھا کیا ہے۔ آپ کو کیا خبر کہ بکثرت حضرات اولیاے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک عرسوں میں صندل شریف اٹھتا ہے، گاگر شریف اٹھتی ہے۔ صندل شریف کا جواز واستحسان مدلل ومفصل حضور شیر

''عطر الصندل فی انه یجوز علی قبور الاولیاء الصندل ''میں ملاحظہ ہو۔اور گاگرشریف کے جائز و مستحسن ہونے کا قاہر ثبوت حضور پرنور، مرشد برحق، امام اہل سنت، مجدد اعظم اعلی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتواے مبارکہ میں ملاحظہ ہو جو حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحمید صاحب قادری بنارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ مبارکہ ''زادالراکب'' میں شائع ہو چکا ہے۔گاگر شریف میں کیوڑا گلاب ہوتا ہے جس سے صاحب عرس کے مزار کو غسل دے کر بطور تبرک وہ غسالہ تقسیم کیا جاتا ہے۔شکر ہوتی ہے جس کا شربت بنا کر صاحب عرس کی روح کو اس کا ثواب پہنچا کر حاضرین کو بانٹ دیا جاتا ہے۔مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ''تذکرۃ الرشید'' حصہ دوم کے صفحہ ۱۷ر پر لکھتے ہیں:

''مقام ابراہیم جس کی زیارت سے حرم محترم میں بھی ہزارہا مخلوق محروم رہتی ہے۔اور اگر زیارت ہوتی ہے تو عموماً رشوت دے کر جو معصیت ہے اس کا ٹکڑا آپ کے (یعنی گنگوہی کے) پاس تھا جس کو خدام کی خواہش پر آپ صندوقچی سے نکالتے اور پانی میں ڈال کر نکال لیتے اور پانی کو مجمع پر تقسیم کرادیا کرتے تھے۔''

جس دلیل سے مقام ابراہیم جو ایک پتھر ہے، جس کو حضرت سید ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے قدم پاک سے پامال ہونے کا شرف حاصل ہے۔اس کے ٹکڑے کا غسالہ بطور تبرک لوگوں میں تقسیم کرنا جائز ہے، اسی دلیل سے اولیاے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبہ کے غسل کا پانی بھی تبرکا بانٹنا جائز ہے۔عرس میں مسلمانوں کا جم غفیر و مجمع کثیر ہوتا ہے، تلاوت قرآن عظیم و ذکر میلاد مبارک کے جلسے، خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک کے حلقے ہوتے ہیں اور ایسے

پاک مبارک مجمعوں میں فرشتوں کا نزول اجلال ہوتا ہے۔ فرشتوں کو بدبو سے اذیت اور خوشبو سے راحت ہوتی ہے انھیں ذاکرین وملائکہ حاضرین کو راحت پہنچانے کے لیے مزارات طیبہ پر صندل چڑھایا جاتا ہے۔ آپ کو اس پر اعتراض کرنا ہی چاہیے۔ اس لیے کہ دیوبندیوں کے نزدیک رشید احمد گنگوہی کا پاخانہ صندل اور اس کا پیشاب گلاب تھا۔ چنانچہ یہی عاشق الٰہی میرٹھی اسی ''تذکرۃ الرشید'' کے حصہ اول صفحہ ۲۰۹ ر پر گنگوہی کی بیماری اور مولوی ابوالنصر کی تیمارداری کا حال ان لفظوں میں لکھتے ہیں:

''مولوی صاحب مردانہ وار اپنے کپڑے اور بدن نیز حضرت (گنگوہی) کا بدن اور کپڑے روزانہ دھوتے اور کچھ کراہت نہ کرتے تھے گویا پاخانہ کو صندل اور پیشاب کو گلاب بنالیا تھا۔''

اور مجاز تو دیوبندی دھرم میں مراد لینا قطعاً باطل ہی ہے، جس پر آپ کی یہ تقریر صراحۃً دلالت کررہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تمام وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی کا پاخانہ صندل اور پیشاب گلاب تھا۔ گنگوہی تو مرکر مٹی میں مل چکے، اب ان کی نیابت کی پگڑی تھانوی کے سر پر بندھی ہے، تو وہ منصب تھانوی کو ملا ہوگا لہٰذا آپ بزرگان دین کے صندل اور گاگر پر اعتراض نہ فرمائیں۔ بلکہ اگر آپ چاہیں تو تھانوی کے پاخانے کو صندل کی جگہ اور تھانوی کے پیشاب کو گلاب کی جگہ کام میں لائیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ ہندی شاعری میں شاعر اپنے آپ کو مجازاً اپنے محبوب کی کنیز اور اپنے محبوب کو اپنا خاوند و آقا فرض کر کے کلام کیا کرتا ہے۔ اس سے کوئی ادنیٰ ذی عقل بھی ہرگز نہیں سمجھتا کہ شاعر اور اس کے ممدوح کے درمیان حقیقتاً زن و شوہر کے سے تعلقات ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

کچھ نظر ہی نہیں آتا، حتی کہ مجاز بھی نہیں سوجھتا اچھا اب سنیے! ''تذکرۃ الرشید'' حصہ اول صفحہ ۲۴۵/ پر ہے:

''آپ (یعنی رشید احمد گنگوہی) ایک مرتبہ خواب بیان فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ دلہن بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا، پھر خود ہی تعبیر بیان فرمائی کہ آخر ان کے بچوں کی کفالت کرتا ہی ہوں''

پھر ''تذکرۃ الرشید'' حصہ دوم صفحہ ۲۸۹/ پر ہے:

''ایک بار (رشید احمد گنگوہی نے) ارشاد فرمایا: میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے، اسی طرح مجھے ان سے اور انھیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے پھر کہتے ہیں: انھوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر کے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انھیں مرید کرایا۔''

اس عبارت کے بعد اتنی توضیح اور ہے:

''حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا: ''الرجال قوامون علی النساء'' (یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر) آپ نے (یعنی رشید احمد گنگوہی نے) فرمایا: ہاں آخر ان کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔''

یہ دیکھیے! یہ ہیں آپ کے بڑوں، آپ کے پیشواؤں کے پاکیزہ جذبات، شائستہ خیالات کہ خواب میں مولوی نانوتوی دلہن بنے، مولوی گنگوہی دولہا بنے اور

دونوں مولویوں کا آپس میں ایک دوسرے سے نکاح ہوا۔ پھر بیداری میں اس کی تعبیر یہ دی جاتی ہے کہ جس طرح شوہر کو بیوی سے، بیوی کو شوہر سے فائدہ پہنچتا ہے، اسی طرح گنگوہی کو نانوتوی سے نانوتوی کو گنگوہی سے فائدہ پہنچتا ہے، جس طرح مرد اپنی بیوی پر حاکم ہوتا ہے اسی طرح گنگوہی بھی نانوتوی پر حاکم تھا۔ جس طرح شوہر اپنی عورت کی اولاد کی بھی پرورش کرتا ہے اسی طرح گنگوہی بھی نانوتوی کے بچوں کی پرورش کرتا تھا۔

اور سنیے! مولوی اشرفعلی تھانوی کی ''اشرف التنبیہ'' مطبوعہ تجلی برقی پریس دہلی کے صفحہ ۶۷/ پر ہے:

''ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا، حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید وشاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجے میں فرمایا کہ: یہاں ذرا لیٹ جاؤ، حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے، مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے، حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے، مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ: میاں کیا کر رہے ہو، یہ لوگ کیا کہیں گے، حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے تو کہنے دو۔''

اور سنیے! اسی ''اشرف التنبیہ'' کے صفحہ ۸۳/ پر ہے:

''ایک دفعہ چھتے کی مسجد میں مولانا فیض الحسن صاحب استنجے

ہوئی تھیں۔فرمانے لگے: یہ تو سارے لوٹے مختون ہی ہیں۔ حضرت (نانوتوی) نے ہنس کرفرمایا کہ: پھرآپ کوتو بڑااستنجانہیں کرنا ہے" (گویا پھرمختون سے کیا ڈر ہے)

اور سنیے! اسی "اشرف التنبیہ" کے صفحہ ۴۰ر پرخود تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

"مولانا (قاسم نانوتوی) بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحبزادۂ مولانا محمد یعقوب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے، کبھی ٹوپی اتارتے، کبھی کمر بند کھول دیتے تھے"

اور سنیے! "تذکرہ الرشید" حصہ دوم کے صفحہ ۲۷۰ر پر ہے:

"حضرت حافظ (ضامن) صاحب کے مزاح اور خوش مزاجی کے بہت قصے (رشید احمد گنگوہی) بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار (گنگوہی نے) فرمایا: حافظ صاحب کو مچھلی کے شکار کا بہت شوق تھا، ایک بار ندی پر شکار کھیل رہے تھے۔ کسی نے کہا: حضرت ہمیں، آپ نے فرمایا: اب کے ماروں تیری۔"

یہ مختصر نمونہ ہے دیوبندی دھرم کے بزرگوں کی تہذیب وشائستگی کا کہ مجمع عام میں ایک دوسرے سے لپٹ کر لیٹیں، جب کوئی کسمسائے تو کہیں "لوگ کہیں گے تو کہنے دو" مسجد میں اپنے ہم عصر مولوی سے کہیں "بڑا استنجا تو کرنا نہیں ہے مختون لوٹے سے کیوں ڈرتے ہو" جو ان سے مچھلی ماں گے تو بے تکان فرمائیں "اب کے ماروں تیری" بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق کریں، ان کے کمر بند کھول دیا کریں۔ ان واقعات پر نظر کر کے ایک منصف مزاج اکابر ملت دیوبندیہ کے جذبات وخیالات کا اندازہ کر سکتا ہے۔

اے جناب! کہاں وہ ''باغ فردوس'' اور ''مدائح اعلیٰ حضرت'' کے قصائد وغزلیات جن میں شاعرانہ مجازات واستعارات سے کام لیتے ہوئے گدایان آستانۂ رضویہ نے اپنے آقائے نعمت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں اپنی نیازمندی وعقیدت کے نذرانے پیش کیے ہیں اور کہاں یہ ''تذکرۃ الرشید واشرف التنبیہ'' کے ملفوظات ومحفوظات جن میں نہ کوئی مجاز ہے نہ استعارہ اور پھر ایسے لوگوں کو قطب العالم، جنید عصر، نعمان دوراں، بخاری وقت، قاسم العلوم والخیرات، رشید الاسلام والمسلمین، اور حکیم الامت لکھا جاتا ہے۔ سچ ہے ''آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت'' اسی کائنات پر آپ نے ''باغ فردوس'' و''مدائح اعلیٰ حضرت'' کا مذاق اڑایا تھا۔ ''شیش محل کے رہنے والو! پتھر پھینکنے کی ابتدا مت کرو۔

پھر یہ بات بھی ضروری اللحاظ ہے کہ ''باغ فردوس'' اور ''مدائح اعلیٰ حضرت'' یہ دونوں نظم کی کتابیں ہیں جو کسی عالم اہل سنت کی ہرگز تصنیف وترصیف نہیں، اگر بفرض غلط ان دونوں کتابوں میں کوئی غلط مضمون بھی شائع ہو گیا ہو تو اس سے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس سے کسی دوسرے عالم اہل سنت پر بھی کوئی الزام قائم نہیں ہوسکتا ہے۔ اور میں نے جو دیوبندی مذہب کے پیشواؤں کی حیاداری وتہذیب کے نمونے پیش کیے ہیں، وہ تمام اکابر واصاغر ملت دیوبندیہ کو مسلم ہیں، کسی دیوبندی کو ان سے مجال انکار نہیں۔

آپ نے بار بار اپنی تقریروں میں بڑے کبر وفخر کے ساتھ کہا ہے کہ: تم ہمارے ٹکڑوں سے پلے، برسہا برس ہمارے اندر رہ کر بڑے ہوئے، اب ہم کو کافر کہتے

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی یہی کہا تھا:

''اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنَ O وَفَعَلْتَ فَعْلَتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَO(سورہ شعراء: 19)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے کلیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی پرورش فرعون کے ہاتھوں سے اسی کے گھر میں کرائی، سیدنا کلیم علیہ الصلوۃ والسلام منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد اس کو ہدایت وتبلیغ فرماتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے تمر وطغیان سے باز نہیں آتا تو بحکم الٰہی اس کو اور اس کی قوم کو پانی میں ڈبو کر نار جہنم میں پہنچاتے ہیں۔

رب قدوس جل جلالہ نے اپنے پیارے کلیم علیہ الصلوۃ والسلام کی نعلین کریمین کا صدقہ مجھ گناہ گار کو بھی عطا فرمایا کہ فراعنۂ وہابیت ونمارد ۂ دیو بندیت ہی میں میری پرورش کرائی اور آج بعون اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم ان کو مذہب اہل سنت کی طرف ہدایت ورہنمائی کر رہا ہوں اور یہ جواب بھی میرا ارخائے عنان کے طور پر ہے، ورنہ میں نے کسی دیو بندی، وہابی کے مدرسے میں ہرگز پرورش نہیں پائی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں پڑھتا تھا جس کے مالک جناب مولوی عین القضاۃ صاحب تھے، ان کو ہرگز دیو بندی نہیں کہا جا سکتا۔ ان کا رسالہ ''نہایۃ الارشاد الی احتفال المیلاد'' موجود ہے۔ جس میں مجلس میلاد شریف وقیام تعظیمی وتعیین وتداعی وزینت وغیرہا کو بدلائل شرعیہ جائز ومستحسن ثابت کیا ہے اور مسئلہ مردودۂ ''امکان کذب'' کو کفر بتایا ہے۔ اس کا کوئی ثبوت شرعی نہیں کہ دیو بندی مرتدوں کے اقوال کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے بھی وہ ان کو مسلمان کہتے تھے، پھر ان کو کیوں کر دیو بندی کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ بہت سے دیو بندی مولوی اسی مدرسے میں نوکر تھے جو تھانوی کی سنت پر قائم ہو کر محض تنخواہ کے

لیے تقیہ کیے ہوئے اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا کرتے تھے۔ حتی کہ عبدالشکور کاکوروی کی دیوبندیت، وہابیت جب ظاہر ہوئی تو مولوی عین القضاۃ صاحب نے فوراً بہزار ذلت ورسوائی اپنے مدرسے سے نکال دیا اور پھر عمر بھر کبھی کاکوروی کی صورت نہ دیکھی۔ تو جس مدرسے سے دیوبندی مولوی پلتے رہے اسی میں مدت تک میں بھی پڑھتا رہا۔ پھر کس دیوبندی کی مجال ہے کہ طعن و تشنیع کے لیے اپنے لب کھول سکے۔

آپ کے مصنوعی امام عبدالشکور کاکوروی کی سی تقیہ بازی سے خدا بچائے۔

امروہہ میں دیکھا کہ دیوبندی، وہابی مال دار ہیں انھیں سے گرانقدر نذرانے ملیں گے تو وہاں محفل میلاد شریف و قیام تعظیمی کو حرام بتا دیا۔ نانپارے میں دیکھا کہ ریاست خود ہی محفل میلاد شریف و قیام تعظیمی کی قائل ہے تو وہاں میلاد شریف پڑھ کر قیام تعظیمی کرکے گیارہویں شریف کا نذرانہ وصول کرکے چلتے بنے۔ آپ نے بار بار یہ بھی کہا ہے کہ اپنے استاد کو کافر کہنا نمک حرامی ہے، بتایئے! فرشتوں کا استاد ابلیس تھا یا نہیں؟ پھر جب ابلیس نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم کے لیے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اب وہ فرشتے اسی اپنے معلم ابلیس کو کافر کہتے ہیں یا نہیں، اس پر لعنتیں کرتے ہیں یا نہیں؟ بولیے! آپ کا یہ نمک حرامی والا اعتراض خود ملائکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام پر ہوا یا نہیں؟ اسی طرح آپ کا وہ پہلا نمک حرامی و ناشکری والا اعتراض خود حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ تک پہنچا یا نہیں؟ بولیے! فرشتوں کو اور حضرت کلیم اللہ علیہم الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ آپ نمک حرام ناشکرا بتا کر اور زائد کفر در کفر بر کفر میں مبتلا ہو کر ڈبل سے بڑھ کر ڈبل کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

کفر دیوبندیت اور ارتداد وہابیت والحاد خارجیت سے سچی توبہ کر کے کلمہ طیبہ صدق دل سے پڑھ کر از سر نو سنی مسلمان ہو جایئے۔ ورنہ ایک کفر کی حمایت کرنے والا سیکڑوں کفریات میں گرفتار ہوتا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ یہ تقریر پُر تنویر بھی لاجواب رہی۔ وللہ الحمد

۱۴......شغال صحرائے دیوبندیت نے ایک تقریر یہ کی کہ آپ لوگ ہم کو کافر مرتد کہتے ہو، کیا ہمارا دل چیر کر تم نے دیکھ لیا کہ ہمارے دل میں کفر بھرا ہوا ہے اور جب نہیں دیکھا تو آپ کو کیا حق ہے کہ ہم کو کافر کہیں۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرفعلی صاحب مدظلہم کے جس مرید نے خواب میں کلمہ پڑھا تھا "لا الٰہ الا اللّٰہ أشرفعلی رسول اللّٰہ" تو خواب پر شریعت کچھ اعتراض نہیں کرتی، مولوی حشمت علی صاحب! بتایئے تو سہی، اگر آپ خواب میں دیکھیں کہ آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو کیا آپ کی بیگم صاحب پر طلاق پڑ جائے گی، بیسیوں مرتبہ آپ نے خواب دیکھا ہوگا کہ آپ نے لکھنؤ کے چوک کے کوٹوں کی سیر کی اور وہاں پہنچ کر معشوقان بام نشین کے ساتھ نہیں معلوم کیا، کیا، کیا۔ تو کیا اس سے آپ سنگ سار کیے جانے کے مستحق ہو گئے۔ تو مہربان! خواب کے احکام الگ ہوتے ہیں اور بیداری کے احکام الگ ہوتے ہیں۔ جب اس شخص نے خواب میں "اشرفعلی رسول اللّٰہ" پڑھا تو وہ کیوں کر کافر ہو جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ: اس نے بیداری میں بھی "اللّٰھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی" پڑھا تو بھائی جان وہ خود کہہ رہا ہے کہ "مجبور ہوں، بے اختیار ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں" اگر کوئی شخص بحالت بے اختیاری زبان سے کلمہ کفر بکے تو بھی وہ کافر نہیں ہوسکتا۔ جب تک دل سے بھی کفر بکنے کا ارادہ نہ ہو، اچھا لیجیے سنیے! اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت شبلی کے متعلق بھی لکھا ہے کہ ان

کے پاس ایک شخص مرید ہونے کے لیے آیا تو انھوں نے کہا: یوں کلمہ پڑھو ''لا الـٰـه الا لـلّٰـه شبلی رسول الله '' جب اس نے پڑھ لیا تو حضرت شبلی روئے اور کہا: میں کون ہوں، میں رسول اللہ کا ایک کمینہ غلام ہوں، کلمہ تو وہی ہے ''لا الـه الا الـلـه محمد رسـول الـلـه'' میں نے فقط تیرا امتحان لینے کے لیے تجھ سے پڑھوایا تھا، پھر اس کو مرید کیا، پھر اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے متعلق لکھا ہے کہ: ان کے پاس ایک شخص مرید ہونے کے لیے آیا تو انہوں نے اس سے ''لا الـه الا الـلّٰـه معین الـدیـن رسول اللّٰه '' پڑھوایا اور پھر اسی قسم کا جواب دیا جس مضمون کا جواب حضرت شبلی نے دیا تھا۔ دیکھو! ''فوائد الفواد'' اور ''ملفوظات خواجگان چشت'' ان کتابوں کے اردو ترجمے چھپے ہوئے اس وقت یہاں اسٹیج پر موجود ہیں، اور اس وقت یہ دیکھئے! میرے ہاتھ میں موجود ہیں۔ اب بولیے حضرت مولانا اشرفعلی صاحب کے ساتھ ساتھ حضرت شبلی اور خواجہ معین الدین چشتی کو بھی کافر کہیے گا؟ آپ کو اس پر بھی اعتراض ہے کہ حضرت مولانا شرفعلی صاحب نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تشریف لانے کی یہ تعبیر کیوں دی ہے کہ مجھ کو کم عمر عورت ملے گی اور آپ اس کو کفر کہہ رہے ہیں، تو مہربان من! فن تعبیر کے قاعدے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ حضرت حکیم الامت نے جو یہ تعبیر دی ہے، وہ تعبیر کے قواعد کے مطابق ہے۔ دیکھئے! علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی نہایت مشہور کتاب ''تعطیر الأنام فی تعبیر المنام '' مصری کے صفحہ ۱۶ / پر لکھتے ہیں کہ: ''جو آدمی خواب میں ازواج مطہرات کو دیکھے تو اس کو نیک عورت ملنے کی بشارت ہے'' اتنے بڑے زبردست علامہ کی معتبر کتاب سے ثابت ہوا کہ حضرت مولانا

ہمت کر کے حضرت مولانا تھانوی کے ساتھ علامہ نابلسی کو بھی کافر مرتد کہہ دیجیے۔

براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۶/ والے خواب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیثیں سب عربی زبان میں تھیں، ہندوستان کا کوئی شخص آنحضرت کی باتوں کو نہیں سمجھتا تھا، مدرسہ دیوبند سے حدیثوں کے اردو ترجمے شائع ہوئے تو ہندوستان کا ہر عام وخاص شخص پیغمبر خدا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتوں کو بخوبی سمجھنے لگا تو گویا حضور کو مدرسہ دیوبند کے علمائے کرام کے تعلق سے اردو زبان آگئی۔ حضرت امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب دام فیضہم کے اخبار ''النجم'' کے خلافت نمبر پر آپ نے جو اعتراض کیا ہے یہ آپ کی مکاری اور عیاری ہے۔ اس مضمون کا عنوان ہی یہ ہے ''تصویر خلافت کے دورخ''، '' آئینہ نہج البلاغۃ'' میں تو اس عنوان کے ماتحت جو کچھ بھی ہوگا شیعوں پر الزام ہوگا کہ ''نہج البلاغۃ'' کو وہی مانتے ہیں۔ سنی لوگ تو ''نہج البلاغۃ'' کو درست ہی نہیں مانتے تو اس مضمون پر اعتقاد رکھنے کی نسبت حضرت مدیر ''النجم'' کی طرف کیوں کر صحیح ہوسکتی ہے۔ اس مضمون میں حضرت مدیر ''النجم'' نے اپنے مسلمات تو نہیں لکھے ہیں بلکہ ''نهج البلاغة'' کی عبارت سے شیعوں پر الزام قائم کیا گیا ہے۔

آپ پھر بار بار ''حفظ الایمان'' کی عبارت کو چھیڑتے ہیں۔ میں اس کا کافی شافی مسکت جواب دے چکا ہوں۔ یہ دیکھئے! ''تفسیر جلالین'' میرے ہاتھ میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''كانا يا كلان الطعام'' یعنی حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم دونوں کھانا کھاتے تھے اس پر علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:'' كغيرهما من الحيوانات'' یعنی جیسے ان کے سوا اور جانور کھانا کھاتے ہیں ایسے ہی عیسیٰ ومریم

بھی کھانا کھاتے تھے۔ دیکھئے! علامہ سیوطی نے حضرت عیسیٰ کو جانوروں کے ساتھ کھانا کھانے میں تشبیہ دی، اب بولیے! علامہ سیوطی بھی کافر ہوئے یا نہیں؟ ہمیں بھی دیکھنا ہے کہ حضرت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی کے ساتھ کس کس کو آپ کافر بناتے ہیں۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے اس کا یہ ردقاہر فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے دو واقعے جو آپ نے بیان کیے ہیں۔ آپ ذرا کھل کر فرمایئے کہ آپ ان واقعوں کو صحیح مانتے ہیں یا غلط؟ اگر غلط مانتے ہیں تو مقام استشہاد میں آپ کا ان کو پیش کرنا فریب کاری و مغالطہ بازی ہوا یا نہیں؟ اور اگر صحیح مانتے ہیں تو اب بولیے! کہ جو پیر اپنے مرید کے صدق ارادت کا امتحان کرنے کے لیے اس سے اپنی رسالت و نبوت کا کلمہ پڑھوائے اور جو مرید اپنے صادق الارادۃ ہونے کا امتحان دینے کے لیے اپنے پیر کی نبوت و رسالت کا کلمہ پڑھے تو آپ کے نزدیک شرعاً ان پیر و مرید پر کیا فتوے ہے، وہ دونوں کافر، مرتد ہیں یا مسلمان؟ اگر مسلمان ہیں تو آپ ایک تحریر لکھ دیجیے اور اشرفعلی تھانوی اور عبدالشکور کاکوروی وغیرہما کبرائے دیوبندیہ سے اس کی تصدیق کرا دیجیے کہ امتحان لینے کے لیے اپنے آپ کو اپنے مرید سے نبی و رسول کہلوانا اور امتحان دینے کے لیے اپنے پیر کو نبی و رسول کہنا جائز ہے، اس سے ایمان و اسلام میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اور پھر اس تحریر کو اخبار ''النجم'' وغیرہ میں شائع کرا دیجیے، تاکہ ہر دیکھنے والا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ ''دیوبندیت'' سگی ماں اور ''قادیانیت'' اس کی لاڈلی بیٹی اور روح رواں ہے۔ اور اگر ایسے پیر و مرید کافر و مرتد ہیں تو اب بتایئے

نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آپ کافر کہتے ہیں یا مسلمان؟ مسلمان کہتے ہیں تو اس کی وجہ بتائیے اور کافر کہتے ہیں تو تقیے سے ذرا اوپر کے لیے اجتناب کر کے کھلم کھلا اس کا اعلان فرمائیے۔ اور ہم سے اگر آپ پوچھتے ہیں تو ہم کھلم کھلا بعون اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم اعلان حق کرتے ہیں کہ یہ دونوں واقعے اور اس قسم کے صدہا اور واقعے جو منافی اسلام و مصادم شریعت ہوں، سب افترا و اختلاق اور بے دینوں، شریعت مطہرہ سے تمسخر و استہزا کرنے والے تصوف کے پردے میں اپنے آپ کو چھپانے والے ملحدوں کا الحاق و کفر و بے دینی بلا نزاع و شقاق ہیں۔ یہ حضرات اولیاے کرام نفعنا اللہ تعالیٰ برکاتہم القدسیہ فی الدین والدنیا والآخرۃ کفر و بے دینی و گمراہی و بد مذہبی سے پاک و صاف و بری ہیں اور اس قسم کے واقعات کی بنا پر مواخذہ شرعیہ کے مستحق اولیاے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دشمن کذاب و مفتری ہیں۔

آپ نے ”تھانوی رسول اللہ“ کہنے والے کے واقعے کو خواب کا واقعہ ٹھہرا کر میرا خواب میں اپنی اہلیہ کو طلاق دینا اور چوک کے کوٹھوں کی سیر کرنا، نہایت مہذب انداز میں کمر اور کولہوں کو لچکا لچکا کر، ہاتھوں اور کندھوں کو ہلا ہلا کر، آنکھوں کو مٹکا مٹکا کر بیان کیا ہے، تہذیب و شائستگی کا یہ انوکھا نرالا انداز آپ ہی کو مبارک ہو، مگر جواب میں صرف اتنی گذارش ہے کہ یہ دونوں باتیں اس رسالہ ”الامداد“ صفر ۱۳۳۶ھ والے کفر کا فوٹو نہیں۔ اس کا صحیح فوٹو مجھ سے سنیے! ایک شخص خواب میں دیکھے کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر بیدار ہو کر دن بھر اپنی بیوی کو طلاقیں دیتا رہے۔ اور مفتی شرع کے اعتراض پر کہے کہ ”میں تو کہنا چاہتا تھا کہ میں اپنی بیوی کو ہرگز طلاق نہیں دوں گا مگر کیا کرتا مجبور تھا، بے اختیار تھا، زبان میرے قابو میں نہیں تھی وہ ہر بار یہی کہے جاتا تھا“ میں نے اپنی

بیوی کو طلاق دی، میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی'' شرعاً اس کی بیوی پر طلاق ہوگی یا نہیں؟

دوسرا شخص شادی شدہ خواب میں اپنے آپ کو زنا کرتے دیکھے، صبح کو بقول آپ کے چوک کے کوٹھوں کی سیر کرے اور بام نشینان حسن فروش کے ساتھ دن بھر شیطانی عیش و عشرت میں مشغول رہے۔ پھر قاضی شرع کے احتساب پر کہہ دے کہ ''میں تو مسجد میں پہنچ کر نماز پڑھنا چاہتا تھا، مگر کیا کرتا مجبور تھا، بے اختیار تھا، میرے ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضا میرے قابو میں نہیں تھے، وہ دن بھر بدمعاشی، سیاہ کاری کرتا رہے۔''

آپ کو اگر قاضی و مفتی بنا دیا جائے تو آپ تو شاید یہی فتویٰ دیں گے کہ خواب کے احکام اور ہیں، بیداری کے اور ہیں۔ لہٰذا نہ پہلے شخص کی بیوی پر طلاق ہوئی، نہ دوسرے شخص کو سنگ سار کیا جائے۔ مگر کوئی ذی عقل دیندار مفتی یا قاضی ہرگز یوں نہیں کہہ سکتا، وہ یہی فتویٰ دے گا کہ پہلے کی بیوی پر یقیناً طلاق پڑ گئی اور دوسرا یقیناً سنگ سار کیا جائے اور خواب کو عذر بنا کر پیش کرنا بے اختیاری زبان کا یا اعضا کے بے قابو ہونے کا ایسا بہانہ بتانا شیطانی فریب ہے۔

جناب مولوی صاحب! یہاں تین امر ہیں:

(۱)......خواب میں ''**اشرفعلی رسول اللّٰہ**'' پڑھنا۔

(۲)...... بیداری میں ''**اللّٰھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا أشرفعلی**'' پڑھنا اور پھر دن بھر اس کا یہی خیال رہنا۔

(۳)......اور پھر عذر یہ کرنا کہ میری زبان میرے قابو میں نہ تھی۔

آپ ان تینوں میں سے صرف اگلا لے رہے ہیں اور پچھلے دو سے آنکھیں بند

کے مطابق فیصلہ صادر کریں کہ تھانوی صاحب کے مرید کا یہ فعل کفر و ارتداد ہے یا نہیں؟ اور تھانوی صاحب اس پر راضی رہ کر اس کو پسند کر کے خود بھی کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

آپ نے اس شخص کی زبان کی بے اختیاری کو تسلیم کر کے اس کو کفر سے بری قرار دیا ہے۔ مگر جناب مولوی صاحب! ذرا ٹھنڈے دل سے غور کر کے انصاف کے ساتھ میرے اس سوال کا جواب دیں کہ اگر ایک شخص اپنا واقعہ یوں لکھے کہ ’’خواب دیکھتا ہوں کہ مولانا تھانوی کی مہر پر جو مصرع کندہ ’’از گروہ اولیا اشرفعلی‘‘ اس کو پڑھتا ہوں لیکن یوں کہتا ہوں۔ ’’از گروہ اشقیا اشرفعلی‘‘ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو میں خواب سے بیدار ہو گیا اور اس خیال کو دل سے دور کرنے کے لیے کہنا چاہتا ہوں ’’حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرفعلی تھانوی‘‘ لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ ’’کتے کا پلا، سور کا جنا، گدھے کا بچہ، اشرفعلی تھانوی‘‘ حالاں کہ اب بے دار ہوں، خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی، خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو مولانا تھانوی کے ساتھ باعث محبت ہیں، کہاں تک عرض کروں‘‘۔

تو اب فرمایئے! کیا آپ یا آپ کے حکیم الامت صاحب اس شخص کا یہ عذر مان لیں گے؟ اس کا بھی یہی جواب دیں گے کہ ’’اس واقعے میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ تکبر سے بری اور پیکر تواضع وانکسار ہے‘‘ اور اگر اس شخص کا عذر بے اختیاری زبان آپ کو تسلیم نہیں تو اس شخص کا جھوٹا حیلہ بے اختیاریٔ زبان کیوں کر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

تو بات یہی ہے کہ آپ لوگوں کے دلوں سے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی المولیٰ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت وعظمت قطعاً نکل چکی ہے اور اس کی جگہ اشرفعلی تھانوی کی عزت وعظمت جاگزیں ہوگئی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ایسا بے اختیاری زبان کا بہانہ کہ دن بھر زبان اس کے قابو سے باہر رہی، گویا اس کے منہ میں اس کی زبان ایک علیحدہ جانور بن گئی تھی جو دن بھر اس کے دل سے لڑتی رہی اور دن بھر کی جنگ میں اس کے دل پر اس کی زبان ہی غالب رہی، کیا شریعت میں قابل قبول ہوسکتا ہے؟

اچھا سنیے! میں آپ ہی کے گھر سے ثبوت دیتا ہوں۔ آپ کے مذہبی پیشوا جناب رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے ''فتاویٰ رشیدیہ'' مبوب حصہ سوم کے صفحہ ۱۰۰ پر فرماتے ہیں:

''قال فی الشفاء والوجه الثانی وهو أن یکون القائل لما قال فی جهته صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلی اٰله وسلم غیر قاصد للسب والأزراء ولا معتقدا له ولکنه تکلم فی جهته صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰله وسلم بکلمة الکفر من لعنه أوسبه أوتکذیبه أو اضافة مالا یجوز علیه أونفی ما یجب له مما هو فی حقه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰله وسلم نقیصه (الی أن قال) أویاتی بسفه من القول أو قبیح من الکلام ونوع من السب فی جهته وأن ظهر بدلیل حاله أنه لم یتعمد ذمه ولم یقصد سبه اما بجهالته حملته علی ماقاله أو بضجر أوسکر أو قلة مراقبة وضبط لسانه أو عجزفة وتهور فی

یعنی شفا شریف میں حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ: دوسری صورت یہ ہے کہ قائل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں جو بات کہی اس سے اس کا مقصد توہین وتحقیر نہ تھا اور نہ اس پر اس کا اعتقاد تھا، لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں اس نے کفر کا کلمہ بکا، مثلاً حضور اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر معاذ اللہ لعنت کی یا حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو برا کہا یا جھٹلایا یا حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کی طرف ایسی بات نسبت کی جو حضور کی شان اقدس کے منافی ہے یا حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام سے ایسی چیز کی نفی کی جو حضور کی شان اقدس کے لئے لازم وضروری ہے اور اس سے حضور انور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کی شان گھٹتی ہو یا کوئی بیہودہ بات یا برا کلام اور کسی قسم کی توہین حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کی شان میں بکے تو اگر چہ اس کی حالت اس بات کو ظاہر کرتی ہو کہ اس نے حضور علیہ وعلی الہ الصلاۃ والسلام کی توہین کا ارادہ نہیں کیا اور نہ حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنا اس کا مقصد تھا یا تو جہالت کے سبب جس نے اس کو ایسا کہنے پر آمادہ کیا یا کسی پریشانی یا نشے کے سبب یا اپنی زبان کی نگرانی ونگاہ داشت میں کمی کرنے اور اپنی گفتگو میں بے پرواہی اور بے اعتنائی کرنے کے سبب اس نے ایسا کہا تو اس دوسری صورت کا بھی حکم وہی ہے جو پہلی صورت کا ہے یعنی بلا توقف قتل کردیا جائے۔

اس کے بعد ''شفا شریف'' میں فرماتے ہیں:

”اذالا یعذر أحد فی الکفر بالجهالة ولا بدعوی زلل اللسان ولا بشئ مما ذکرناه اذا کان عقله فی فطرته سلیما الا من أکره وقلبه مطمئن بالایمان“

یعنی اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر بکنے میں کسی کا یہ عذر نہ سنا جائے گا کہ وہ جاہل تھا یا اس کی زبان بہک گئی تھی اور وہ تمام باتیں جو ہم نے ابھی بیان کیں، ان میں سے کسی بات کا عذر نہیں مانا جائے گا جب کہ اس کی عقل اپنی فطرت میں درست ہو، سوا اس شخص کے جس کو قطع عضو یا قتل کی دھمکی دے کر مجبور کر دیا گیا ہو، بشرطے کہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔

اب تو آپ نے دیکھ لیا کہ خود گنگوہی صاحب کا فتوی یہ ہے کہ ایسے مقام پر زبان بہکنے کا بہانہ سنا نہیں جائے گا اور اس پر کافر مرتد ہونے کا ہی فتوی دیا جائے گا (کیوں کہ زبان سے بے اختیاری میں ایک آدھ کلمہ نکل سکتا ہے۔ ایسی بے اختیاری زبان کہ اس کی زبان اس کے منہ میں دن بھر ایک شریر سرکش گھوڑا بنی رہی، جو دن بھر اس کے قابو میں نہ آئی عادۃً ہرگز متصور نہیں) حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی قدس اللہ تعالیٰ سرہ القدسی کی کتاب مستطاب ”تعطیر الانام فی تعبیر المنام“ کے صفحہ ۱۱ پر ہے:

” أزواج النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلیهن وعلی اٰلہ وسلم رؤیتهن فی المنام تدل علی الأمهات وتدل علی الخیر والبرکة والأولاد وأکثرهم البنات“

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ازواج طاہرات رضی اللہ

دلالت کرتا ہے جن میں زیادہ تر بیٹیاں ہوں گی، پھر سات سطر کے بعد فرماتے ہیں:

''ومن رائ من الرجال أحدامن أزواج النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ وسلم وکان أعزب تزوج امرأۃ صالحۃ وکذٰلک أن رأت المرأۃ أحدا منھن دلت رویتھا علی بعل صالح یکفیھا.''

یعنی اور اگر کوئی مرد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کسی کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو اور وہ خواب دیکھنے والا بے شادی شدہ ہو تو کسی نیک عورت سے اس کی شادی ہو جائے گی۔ اور اسی طرح اگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کسی کی زیارت سے عورت خواب میں مشرف ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کسی نیک شوہر سے اس کی شادی ہوگی۔ جو اس کی تمام ضروریات کے لئے کافی ہوگا، ان دونوں عبارتوں میں کچھ منافات نہیں۔

پہلی عبارت میں خیر و برکت پر دلالت فرمائی ہے، دوسری عبارت میں اس کے ثمرے اور نتیجے کا بیان فرمایا ہے کہ حضرات امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی زیارت سے نعمتیں ملتی ہیں، اولاد عطا ہوتی ہے، بے شادی شدہ مرد کو نیک پارسا بیوی ملتی ہے اور عفت مآب عورتوں کو نیک پرہیزگار شوہر حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ان کی ازواج مقدسہ کی توجہ کے برکات وثمرات ہیں۔ نہ کہ معاذ اللہ خود ان کی ذوات کریمہ کو اپنی زوجہ سے تعبیر کرے اور اس کی دلیل میں سن وسال کا ذکر لائے اور زوجہ بھی وہ جس کے ساتھ پہلے سے تعشق ہو اور اپنے حال کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے

حال پاک پر اور اپنی منظورہ کو حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر قیاس کرے جیسا کہ اشرفعلی صاحب تھانوی نے کیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تعطیر الأنام کی عبارت میں جیسے حضرات امہات المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہن کے قدوم پاک سے غیر شادی شدہ مرد کے لیے نیک پارسا بیوی کی بشارت دی ہے، ویسے ہی غیر شادی شدہ عورت کے لیے نیک پارسا شوہر کی خوش خبری سنائی ہے۔ اس سے صاف روشن ہے کہ حضرات امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی تشریف آوری کو موجب آبادی وخیر وبرکت قرار دیا ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ ان کی ذوات مقدسہ کو بیوی سے تعبیر کیا گیا۔ جیسا کہ تھانوی صاحب نے کیا ہے اور سن وسال کی مناسبت کو اس نجس وباطل مدعا پر قرینہ بنایا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی اور فی الواقع والدہ کا آنا اس پر دلیل ہوسکتا ہے کہ وہ اولاد کی خانہ آبادی کی تدبیر کریں، کیوں کہ عالم ظاہر میں اولاد کی تزویج کا انتظام وانصرام ماؤں ہی کی رائے اور تدبیر پر ہوا کرتا ہے، اسی لیے ان کے تشریف لانے کو خانہ آبادی کی دلیل سمجھنا جیسا علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تحریر فرمایا صحیح ہوسکتا ہے اور اس میں ان کی عظمت اور ان کے ام المؤمنین یعنی ایمان والوں کی ماں ہونے کی شان کا اعتراف ہے۔ بخلاف تھانوی صاحب کے کہ وہ اپنی مطلوبہ کی نوعمری اور اپنے ہول ناک بڑھاپے کو حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف اور حضور انور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عمر اقدس پر قیاس کرتے اور حضرت ام المؤمنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تشریف آوری کو اپنی مرغوبہ کے پانے سے تعبیر کرتے اور اس کو ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مثل قرار دیتے

ہے‘‘ یہ صریح گستاخی و بیباکی اور کمال بے حیائی ہے۔

تو تھانوی صاحب کی عبارت اور علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت میں کیا مناسبت ہوسکتی ہے؟ بارگاہ نبوت میں تو آپ لوگوں کو ادب کہاں! مگر میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ اگر آپ یا آپ کے امام عبدالشکور صاحب کاکوروی یا آپ کے حکیم الامت اشرفعلی صاحب تھانوی خود اپنی ماں کو اسی طرح دیکھتے تو کیا اس کی یہی تعبیر دیتے کہ ایسے ہی خدوخال وسن وسال، حسن وجمال کی بیوی مل جائے گی؟۔اور اگر آپ کی حمیت یا کاکوروی کی حیا یا تھانوی صاحب کی غیرت اس کو بھی گوارا کرلے تو ناراض ومشتعل ہونے کا موقع نہیں۔آپ کی دل آزاری یا آپ لوگوں کو مشتعل کرنا ہرگز مقصود نہیں، بلکہ ایک عبارت جو کھلی ہوئی توہین وگستاخی پر مشتمل ہے اس کے توہین آمیز وگستاخانہ ہونے کو سمجھانا مقصود ہے۔

سنیے! اور جواب دیجیے!۔اگر کوئی شخص خواب دیکھے کہ تھانوی صاحب کی والدہ یا کاکوروی صاحب کی مادرمہربان اس کے گھر میں آنے والی ہیں۔تو کیا آپ اور آپ کے بڑے تھانوی وکاکوروی صاحبان اس شخص کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ اس کی یہ تعبیر چھاپ کر شائع کردے کہ میری معشوقہ مجھے مل جائے گی؟ کیوں کہ وقت نکاح جو مناسبت تھانوی صاحب یا کاکوروی صاحب کی والدہ کو ان کے شوہر کے ساتھ تھی وہی مناسبت مجھ کو میری معشوقہ سے ہے۔کیا آپ لوگوں کو یہ گوارا ہوگا؟ اور کیا اس وقت بھی اس شخص کا ’’تعطیر الأنام‘‘ کی عبارت کو پیش کردینا اس تعبیر سے آپ لوگوں کی تسلی کے لیے کافی ہوگا کہ جہاں حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تشریف آوری کی یہ تعبیر عبارت ’’تعطیر الأنام‘‘ پر لحاظ کرکے بقول آپ کے بے جا نہیں رہتی۔اگر

تھانوی یا کاکوروی صاحبان کی والدہ کی رونق افروزی اس شخص کے خانۂ تمنا میں اس کی معشوقہ کی عاشق نوازی سے تعبیر کی جائے تو کیا بے جا ہوگا۔ اگر تھانوی صاحب کی وہ تعبیر گستاخی و بے ادبی نہیں تو اس شخص کی یہ تعبیر کیوں گستاخی ہو جائے گی؟ یہ بات اور بھی قابل لحاظ ہے کہ علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ تعبیر مرد ''اعزب'' یعنی کنوارے اور ایسے شخص کے لیے دی ہے جس کی بیوی نہ ہو۔ کیوں کہ ماؤں کو خود بخود اپنے انھیں بچوں کے نکاح کی فکر ہوتی ہے جن کا گھر آباد نہیں ہے۔ جس بیٹے کی بیوی موجود ہے اس کی دوسری اور تیسری شادی کے لیے ماؤں کو فکر نہیں ہوتی۔ اس میں ماں کے سن و سال کو کچھ دخل نہیں۔ دوسرے یہ کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے ہر ایک کی زیارت سے خواب میں مشرف ہونے کی یہ تعبیر ہے۔ کیوں کہ سب مائیں ہیں۔ مگر تھانوی صاحب تو اپنی مرغوبہ سے ان کے سن و سال کی مناسبت بیان کرتے ہیں۔ اور معاذ اللہ گھر میں ان کے تشریف لانے کو اپنی منکوحہ کا گھر میں آنا ٹھہراتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں ''وہی قصہ یہاں ہے'' یہ کس قدر ناپاک لفظ ہے۔ کہاں تھانوی صاحب کا یہ خمار گندم، فساد فسقی اور کہاں وہ پاک طیبہ طاہرہ صدیقہ ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

اب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنین کاملین بلکہ اولیاے عارفین میں سے ہیں اور تھانوی صاحب بحکم شریعت مطہرہ کفار و مرتدین میں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۶ والی عبارت میں پہلے مدرسہ دیوبند کی عظمت کا

”مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے“

پھر اپنے اس دعوے کی دلیل بنا کر اس ناپاک خواب کو پیش کیا کہ:

”فخر عالم علیہ السلام نے فرمایا: جب سے علمائے مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی“

پھر اتمام تقریب کے طور پر اس دلیل ذلیل کا یہ نتیجہ دیا کہ ”سبحٰن اللہ! اس سے رتبہ اس مدرسے کا معلوم ہوا“ یہ تین فقرے ہیں۔ آپ ان تینوں پر اچھی طرح نظر ڈالیے۔ صاف اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اردو زبان میں دیوبندی مولویوں کا شاگرد اور دیوبندی مولویوں کو اردو زبان میں حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا استاد بتایا جا رہا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ آپ نے اس کی جو تاویل ذلیل پیش کی کہ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ حدیثوں کا ترجمہ دیوبندی مولویوں نے اردو زبان میں کیا تو اردو خواں لوگ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی باتوں کو سمجھنے لگے۔ اس تاویل سے کفر تو نہیں اٹھا، البتہ ایک شدید کفر کا اور دروازہ کھل گیا۔ اب ایک دیوبندی کہہ سکتا ہے کہ:

”شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی مرحوم، شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم، اشرفعلی تھانوی، محمود حسن دیوبندی، عاشق الٰہی میرٹھی، مرزا حیرت دہلوی اور ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح اللہ تعالیٰ کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوئے تو اس کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ: اے خدا! تجھ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی؟ پہلے تو سریانی یا عبرانی

یا عربی میں تو کلام فرماتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: جب سے شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، تھانوی، دیوبندی، میرٹھی مرزا حیرت اور ڈپٹی نذیر احمد خاں سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحٰن اللہ! اس سے رتبہ ان مولویوں کا معلوم ہوا۔''

بولیے! ایسا شخص کافر مرتد ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو یہ فتویٰ لکھ کر اس پر دستخط کر کے ہمارے حوالے کیجیے۔ اور اگر ہاں۔ تو کیوں؟ وہ بھی آپ ہی سے آپ کی یہ تاویل سیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ ''میرا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ ان مولویوں نے کلام الٰہی کے ترجمے اردو زبان میں کیے تو اردو خواں لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی باتوں کو سمجھنے لگے، بولیے! جب اس شخص کو آپ کی یہ تاویل کفر سے نہیں بچا سکتی تو آپ کی یہی تاویل گنگوہی وانبیٹھوی پر سے ان کا کفر کیوں اٹھا سکتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

آگے چل کر آپ نے اپنے امام عبدالشکور صاحب کاکوروی کی خارجیت کو سنیت کے پردے میں چھپانے کے لیے ''النجم'' کے خلافت نمبر کی اس خارجیانہ عبارت کا یوں جواب دیا ہے کہ وہ تو کتاب ''نھج البلاغہ'' سے شیعوں پر الزام قائم کیا ہے۔ جناب مولوی صاحب! اگر واقعی ایسا ہی تھا تو کاکوروی صاحب پر لازم تھا کہ اس مضمون میں صاف صاف لکھ دیتے کہ کتاب ''نھج البلاغہ'' کو صرف رافضی لوگ مانتے ہیں، سنیوں کے نزدیک یہ کتاب ہرگز معتبر نہیں۔ ہم کو اس مضمون سے حضرت امیر المؤمنین مولی المسلمین علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی توہین و تنقیص معاذ اللہ ہرگز مقصود نہیں، بلکہ رافضیوں کو صرف یہ دکھانا ہے کہ جن کتابوں کو وہ مانتے ہیں، ان میں حضرت

کوئی عبارت اس مضمون میں ہوتی تو اس پر ہرگز اعتراض نہ ہوتا۔ مگر مکاری وعیاری تو حد بھر کی یہ ہے کہ عنوان میں صرف یہ لکھا۔ ''تصویر خلافت کے دورخ آئینہ نہج البلاغہ میں'' اس سرخی کو دیکھ کر بیچارے صرف معمولی اردو خواں عام سنی مسلمانوں کو کیوں کر معلوم ہوسکتا ہے کہ کتاب ''نھج البلاغہ'' سنیوں کی نہیں شیعوں کی ہے۔ کاکوروی صاحب نے صرف اسی مغالطے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ پہلے کالم کی چھٹی ساتویں سطر میں لکھا:

''اب آپ کتاب امیر المومنین ''نھج البلاغہ'' میں ملاحظہ فرمائیے!''

پھر اسی کالم کی بتیسویں تینتیسویں سطر میں لکھتے ہیں:

''جناب امیر نے ''نھج البلاغہ'' میں متعدد مقامات میں اپنی خلافت کا ذکر فرمایا ہے''

دوسرے کالم کی چوتھی سطر میں لکھتے ہیں ''اس ازدحام کا ذکر بھی جناب امیر نے نہج البلاغہ میں کئی جگہ کیا ہے'' پھر اسی کالم کی اٹھارویں سطر میں نہج البلاغہ کے مضمون کو یوں لکھا۔ ''جناب امیر کے مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے'' پھر تیسرے کالم کی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں، سطر میں لکھتے ہیں: ''افسوس جناب امیر نے خلافت کی طمع میں ان ناگوار اور خلاف شرع باتوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور علانیہ ظلم وفسق ہوتے دیکھ کر فخریہ اپنے کلام معجز نظام درج فرمایا'' پھر اسی کالم کی اکیسویں سطر میں لکھتے ہیں: ''جناب امیر کا ''نھج البلاغہ'' میں صاف فرمان موجود ہے۔''

ان چھ عبارتوں کو دیکھنے کے بعد کتاب ''نھج البلاغہ'' کو نہ جاننے والا کون سا شخص ہوگا جو کتاب ''نھج البلاغہ'' کو حضرت مولیٰ علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی تصنیف نہ سمجھے گا۔ اب کتاب ''نھج البلاغہ'' کو حضرت سیدنا مولیٰ علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ کی

تصنیف تصور کرتے ہوئے جو شخص اس ناپاک عبارت کو دیکھے گا کہ ”جناب امیر کی مجلس میں علانیہ فسق ہوتا تھا اور آپ اس کو مطلقا روا رکھتے تھے“ الی آخر الخرافات الملعونات جو میں نے پڑھ کر سنائی تو کیا اس کے دل میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بغض وعناد جاگزیں نہ ہوجائے گا۔ پھر جس شخص کے دل میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بغض وعناد ہو، کیا وہ خارجی اور جہنمی نہ ہوگا؟ کاکوروی صاحب کی یہ چالاکی وکیا دی ہے کہ عوام اہل سنت کو اس طرح خارجی بھی بنادیا جائے۔ اور جب علماے اہل سنت اعتراض کریں تو جھٹ کہہ دیا جائے کہ میں نے اپنا عقیدہ نہیں لکھا ہے بلکہ کتاب ” نهج البلاغة “ سے شیعوں پر الزام دیا ہے۔ چلو چھٹی ہوگئی، عوام اہل سنت کو خارجی بھی بنادیا اور علماے اہل سنت کے وار سے اپنا پیچھا بھی چھڑالیا۔ یعنی ؎

کاکوروی نے رہنے کو دوہرا بنایا گھر

جب میں گیا اِدھر وہ اُدھر سے نکل گیا

اتنا اور بتادیجیے! کہ کاکوروی صاحب کا یہ مصرع کہ ؎

ملاے ہاتھ اُبھری چھاتیوں والی حسینوں نے

یہ ”نہج البلاغہ“ کے کون سے جملے کا ترجمہ ہے؟ کیا دیوبندیوں اور خارجیوں میں جو لوگ پیر بنے ہوئے ہیں، جیسے خود کاکوروی اور تھانوی صاحبان اور گنگوہی صاحب بھی بیعت لیا کرتے تھے۔ کیا یہ سب لوگ عورتوں کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ ملا کر بیعت لیا کرتے ہیں؟ اللہ اکبر! کاکوروی صاحب کی خارجیت کہ حضرت مولیٰ علی مرتضی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی عداوت کے جوش میں ”نہج البلاغۃ“ پر بھی افترا جڑ

سے کاکوروی صاحب کی خارجیت اور بھی زائد واضح اور آشکار ہوتی ہے۔مگراس وقت تنگی وقت کے سبب اتنا ہی ذکر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

تھانوی صاحب کی عبارت ''حفظ الایمان'' کا جو کافی شافی مسکت جواب آپ نے دیا، تمام حاضرین جلسہ کو معلوم ہے، مجھے اس پر اب کچھ کہنا نہیں ہے۔البتہ اس وقت آپ نے تفسیر ''جلالین شریف'' کی عبارت ''**كغيرهما من الحيوانات**'' کو تھانوی صاحب کے کفر پر استشہاداً پیش کیا ہے۔اچھا پہلے آپ ایک تحریر لکھ کر اس پر دستخط کر کے ہم کو دید یجیے کہ حضرات انبیا و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دینا جائز ہے۔پھر اس عبارت ''جلالین'' سے استشہاد کیجیے اور اگر ایسا آپ نہیں لکھ سکتے تو معلوم ہوا کہ آپ لوگ بھی باوجود وہابی، دیوبندی، خارجی ہونے کے ایسا کہنے کی جراءت نہیں کر سکتے کہ انبیا و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کو جانوروں سے تشبیہ دینے والا کافر نہیں۔اگر چہ دلوں میں تو آپ لوگوں کے یہی ہے جس پر آپ کا اس عبارت جلالین سے استشہاد ہی شاہد ہے۔مگر چوں کہ تقیہ بازی میں آپ لوگوں کا مرتبہ رافضیوں سے بھی بڑھا چڑھا ہوا ہے اس لیے جو کفر وارتداد آپ کے دل میں چھپا ہوا ہے، اس کو لکھ کر دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

شغال صحراے دیوبندیت: (بلند آواز سے چیخ کر) ہم ہرگز تقیہ باز نہیں، یہ ہم پر افترا و بہتان ہے۔

شیر بیشۂ اہل سنت: اچھا تو پھر آپ یہ مضمون لکھ کر دیتے ہیں، اگر آپ تقیہ باز نہیں تو لکھ کر دینے میں تامل کیوں ہے۔

شغال صحراے دیوبندیت: (خاموش)

شیر بیشۂ اہل سنت: تھانوی صاحب نے عبارت ''حفظ الایمان'' میں جو حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپاؤں کے ساتھ تشبیہ دی اسی کو جائز ثابت کرنے کے لیے آپ نے یہ عبارت جلالین شریف پیش کر کے فرمایا'' دیکھئے! علامہ سیوطی نے کھانا کھانے میں حضرت عیسیٰ کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی، علامہ سیوطی بھی کافر ہوئے یا نہیں'' تو ثابت ہوا کہ ضرور آپ لوگوں کے دلوں میں یہی ہے کہ انبیا و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دینے والا مسلمان ہے، مگر قلم سے اس کی تحریر لکھ کر نہیں دیتے، یہ آپ کے تقیہ باز وہابی ہونے کا تمام حاضرین جلسہ کو مشاہدہ ہو رہا ہے۔

شغال صحراے دیوبندیت: (چلا کر) دیکھئے! ہم کو تقیہ باز مت کہیے، یہ ہماری انتہائی دل آزاری ہے۔ ہم پولیس کے ڈنڈوں سے نہیں ڈرے، ہم فوج کی گولیوں سے نہیں ڈرے، ہم توپ کے گولوں سے نہیں ڈرے، پھر ہم کیوں کر تقیہ باز ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے! اب ہم کو تقیہ باز مت کہیے گا۔

شیر بیشۂ اہل سنت: جناب اس قدر نعل در آتش ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ کے دل میں یہ مضمون نہیں تو پھر بتا دیجیے کہ تھانوی صاحب کی عبارت کفریہ ''حفظ الایمان'' کی تائید میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت ''تفسیر جلالین'' پیش کرنے سے آپ کا کیا مقصد تھا؟ اور اگر آپ کا یہی مدعا ہے، اور یقیناً یہی مدعا ہے، تو پھر آپ کو اپنا یہ مدعا لکھ کر دینے سے کیوں انکار ہے؟ یہی تو آپ

دینے کے آپ راضی نہیں ہوتے۔ آپ تقیہ بازی کر رہے ہیں، مگر ضد یہ ہے کہ آپ کو تقیہ باز نہ کہا جائے۔ آپ پولیس کے ڈنڈوں، فوج کی گولیوں، توپ کے گولوں سے نہیں ڈرے، وہاں آپ کا پولیس کے ڈنڈوں سے مقابلہ تھا، جن کو بخوشی آپ نے سہار لیا مگر یہاں آپ لوگوں کا مسلمانان اہل سنت سے مقابلہ ہے، دشمنان رسول اور اعدائے اہل بیت کا بندگان مصطفیٰ اور غلامان اہل بیت سے مقابلہ ہے۔ واحد قہار جل جلالہ کی قدرت کی جلوہ گری ہے کہ وہ سرکش و نمرود گروہ جو پولیس کے ڈنڈوں، توپ کے گولوں سے نہیں ڈرا، آج چند سگان بارگاہ مصطفیٰ کے سامنے کانپ رہا ہے، لرز رہا ہے، تھرتھرا رہا ہے اور اپنے دل کے اندر جما ہوا کفری عقیدہ لکھ کر دینے کی اس کو جرأت نہیں ہوتی۔ ہاں میں یہ ہٹ آپ کی مان لیتا ہوں۔ اس سے آپ کا دل دکھ جاتا ہے تو میں آپ کو آئندہ تقیہ باز نہیں کہوں گا، بشرطے کہ عبارت ''تفسیر جلالین شریف'' پیش کرنے سے آپ کا جو مدعا تھا، اس کو لکھ کر اپنے دستخط کر کے ہم کو دے دیں۔ کہیے ہے منظور؟

شغال صحرائے دیوبندیت: سکت یسکت سکوتا فھو ساکت (یعنی خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید)

شیر بیشۂ اہل سنت: دیکھئے! آپ لکھ کر نہیں دیتے۔ اچھا منظور سنبھلی کے استاد حبیب الرحمٰن مئوی اور عبدالشکور کاکوروی صاحب کے بیٹے عبدالسلام صاحبان وغیرہما وہابی، دیوبندی مولوی چھوٹے بڑے، جس قدر بھی آپ کے اسٹیج پر موجود ہیں، سب سے مشورہ لے لیجیے۔ شاید استعانت بالغیر ہی سے آپ کی مشکل کشائی ہو جائے، ورنہ پھر میں آپ کو تقیہ باز کہوں گا اور آپ کو اس پر انکار کا حق نہ ہوگا۔

شغال صحرائے دیوبندیت: دیکھئے! آپ برابر بے تہذیبی و بداخلاقی سے کام لے رہے ہیں، آپ ہم کو تقیہ باز مت کہئے، یہ ہم کو گوارا نہیں ہوسکتا۔

شیر بیشۂ اہل سنت: اچھا تو پھر جس تحریر کا مطالبہ میں آپ سے کررہا ہوں، وہ تحریر آپ دیتے ہیں یا نہیں؟

شغال صحرائے دیوبندیت: (صمت یصمت صموتا فھو صامت

یعنی ''ہرا دیتی ہے سو کو ایک چپ میرے مناظر کی''

شیر بیشۂ اہل سنت: آپ اپنے مدعا کو لکھ کر دیتے بھی نہیں اور تقیہ باز کہلوانے پر بھی راضی نہیں، حاضرین جلسہ خود اپنے دلوں میں اس کا فیصلہ کرلیں گے کہ آپ تقیہ باز ہیں یا نہیں۔ بہرحال میرا مقصد یہ تھا کہ جب سنی مسلمانوں کے ڈر سے آپ کو بھی اس کی جرأت نہیں کہ جو شخص انبیا و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دے، اس کو مسلمان کہہ سکیں، تو اب آپ ہی بولیے کہ حضرت امام جلیل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ کافر، مرتد، منافق کیا کہتے ہیں؟ ابھی تو آپ کو ہم سے اس کے متعلق کچھ پوچھنے کا حق ہی نہیں۔ مگر ہم تبرعا اپنی طرف سے بھی اس کا جواب سنائے دیتے ہیں۔

عربی میں ''حیوان'' اپنے معنی لغوی پر عام ہے۔ مگر اردو کے عرف میں ''حیوان'' اور اس کا ترجمہ دونوں خاص ہو گئے۔ عربی میں جب ''حیوان'' مطلق بلاقید اطلاق کیا جاتا ہے تو اس سے مراد نشو و نما پانے والا ذی روح ہوتا ہے۔ جو انسان و جن و حیوان سب کو شامل ہے

پانے والے ذی روح مراد ہوتے ہیں جو نہ جن ہوں نہ انسان۔ عربی میں بولتے ہیں ”کل انسان حیوان“ اوراس میں ہرگز کوئی توہین نہیں ہوتی۔ اوراردو میں کم ازکم اپنے امام عبدالشکور صاحب کاکوروی ہی کو کہہ دیجیے کہ ”وہ عجیب حیوان ہیں“ اپنے حکیم الامت اشرفعلی صاحب تھانوی کولکھ دیجیے کہ ”وہ ایک بڑے جانور ہیں“ توہین وتعظیم کا مدار عرف ہے۔

اب آپ کی سمجھ میں آ گیا کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام ،حضرت بتول مریم صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں حضرات ایسے ہی کھانا کھاتے تھے، جیسے ان کے علاوہ دوسرے ذی روح کھانا کھاتے تھے پھر عبارت جلالین شریف میں ”من تبعیضیہ“ موجود ہے۔ اگر تمام ذوی الارواح میں سے صرف حضرات انبیاومرسلین ہی علیہم الصلاۃ والسلام کے کھانا کھانے کے ساتھ ان دونوں حضرات کے کھانا کھانے کو تشبیہ دی جائے تو بھی یہ بات صحیح ہوگی کہ وہ دونوں ایسے ہی کھانا کھاتے تھے جیسے ان کے سوااور ذوی الارواح (انبیاومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام“ کھاتے تھے۔

اب آپ نے یہ دیکھ لیا کہ ”حفظ الایمان“ کی عبارت سراسر کفروالحاد ہے اور حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت سراسر ہدایت وارشاد ہے۔

آپ نے یہ بھی پوچھا ہے کہ تم نے ہمارے دل کوتو چیر کر دیکھا ہی نہیں، پھرتم کو کیا حق ہے کہ ہم کو کافر کہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ کفروایمان دونوں قلب ہی سے متعلق ہیں، لیکن زبان ترجمان قلب ہے۔ ہمارے سامنے جب کوئی شخص تمام ضروریات دین کا زبانی اقرار کرتا ہے اوراس کے اقرار کے خلاف کوئی ثبوت ہمارے

پاس نہ ہوتو ہم پر فرض ہے کہ اس کو مسلمان کہیں اور جب کوئی شخص زبان سے یا قلم سے کسی مسئلہ دینیہ ضروریہ کا انکار یا اللہ تبارک وتعالیٰ کی تکذیب یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کرے یا کفر کا کوئی شعار اختیار کرے تو شرعاً ہم پر فرض ہے کہ اس کو کافر ہی سمجھیں۔

اچھا آپ بتائیے! آپ لوگوں نے قادیانیوں پر تو کافر مرتد ہونے کے فتوے دیئے ہیں۔ بتائیے! آپ نے کتنے قادیانیوں کے دل چیر کر دیکھے ہیں۔

اس تقریر کے جواب میں بھی وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں کے منہ بند رہے اور ان شاء اللہ العزیز الجبار قیامت تک بند ہی رہیں گے۔

اس مناظرے میں شغال صحرائے دیوبندیت نے موضوع مناظرہ سے قسم قسم کے بیسیوں فرار کیے، طرح طرح سے پہلو بدلے، جن سب کے لاجواب جواب شیر بیشۂ اہل سنت نے دیئے۔ مناظرے کے تیسرے دن جمعہ مبارکہ ۳/ ماہ مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۵۹ھ کو ۵/ بجے بوقت عصر جب مولویان وہابیہ، دیوبندیہ وخارجیہ مبہوت ہو چکے تھے، ان کے مناظر جناب مولوی نور محمد صاحب نہایت حیران و پریشان ہو رہے تھے، ایک رنگ آرہا تھا ایک رنگ جا رہا تھا، پسینے میں شرابور ہو گئے تھے، اس وقت تھانے دار صاحب نے ان کی حالت زار پر رحم کھا کر حکم سنا دیا کہ اب میں حکم دیتا ہوں کہ مناظرہ بند کر دیا جائے۔ مولوی شعیب، مولوی حبیب الرحمٰن مئوی، مولوی عبدالسلام ولد مولوی عبدالشکور کاکوروی اور مولوی نور محمد ٹانڈوی صاحبان وغیرہم اس اعلان پر نہایت خوش و مسرور ہو گئے اور بزبان حال کہنے لگے کہ ”جان بچی لاکھوں پائے، صحیح سلامت گھر کو

خون اس پر اس ہماری حسرت دیدار کا

بند جس نے کر دیا روزن تری دیوار کا

مناظرۂ موراواں کے متعلق یہ چند مختصر جملے اس وقت سنی مسلمانوں کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔ اور تینوں دن کے مناظرے کی مفصل گفتگو فریقین کی یادداشتیں بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم محفوظ ہیں جن کو مفصل روداد مناظرہ مسمی بنام تاریخی ''مبلغ وہابیہ کے افسادی احوال جدیدہ'' (۱۳۵۹ھ) میں ان شاء اللہ تعالیٰ ثم شاء رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتب کر کے ہدیۂ انظار ناظرین کیا جائے گا۔

چوں کہ موراواں میں مبلغ وہابیہ ایڈیٹر ''النجم'' عبدالشکور صاحب کاکوروی ہی کی خفیہ تحریک پر مولوی شعیب کفیل بھیجے گئے اور انھیں کی کمک پر موراواں میں آہستہ آہستہ وہابیت، دیوبندیت اور خارجیت کی تبلیغ کرتے رہے۔ اور انھیں کے وعدۂ امداد واعانت کے بھروسے پر مولوی شعیب صاحب مناظرہ کرانے پر تیار ہوئے۔ ان وجوہ کی بنا پر لوگوں کو ظن غالب تھا کہ خود کاکوروی صاحب اپنے نمائندہ وکارندہ مولوی شعیب کی طرف سے مناظرہ کو آئیں گے اور مناظرے سے دو ایک روز قبل یہ خبر بھی اڑائی گئی تھی کہ خود مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی مناظرے کے لئے آنے والے ہیں۔ لیکن ؎

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست

ہیبت ایں مردِ صاحب دلق نیست

شیرانِ بیشۂ اہل سنت کے مقابلے کی عین وقت پر کاکوروی صاحب کو ہمت نہ

ہوسکی اور وہ اپنے نمائندہ وکارندہ کو لکھنؤ کے پاٹے نالے ہی میں سے بزبان حال سنانے لگے۔ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکَ، اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ. (سورہ حشر: ۱۶)

اس لیے اس مختصر روداد کا تاریخی نام ''مبلغ وہابیہ کا گریز'' (۱۳۵۹ھ) رکھنا مناسب۔ والتوفیق من اللہ الملک الوھاب.

اخیر میں ہم جناب حکیم الامۃ الوہابیہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کی خدمت میں دردمندانہ گذارش کرتے ہیں کہ دنیا کی بہت ہوا کھا چکے۔ اب تو آپ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اُکتاتا
خدا کو یاد کر ظالم وہ ساعت آنے والی ہے

آپ کی آنکھوں سے یہ امر پوشیدہ نہ ہوگا کہ آپ کی کفری عبارت ''حفظ الایمان'' کے سبب ہندوستان کے طول وعرض میں گھر گھر فتنہ وفساد کی آگ مشتعل ہے۔ مسلمان کہلانے والوں میں خانہ جنگیاں مچی ہوئی ہیں۔ آپ کو اپنے نفس کا علم حضوری ہے۔ آپ تو یقیناً جانتے ہیں کہ عبارت ''حفظ الایمان'' میں قطعاً یقیناً حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شدید توہین ہے۔ للہ! نار کو عار پر اختیار نہ فرمایئے۔ تمام عقائد کفریہ، وہابیہ، دیوبندیہ سے سچی توبہ کرکے سچے سنی مسلمان بن کر دنیا سے جایئے۔ اس توبہ کا اعلان واشتہار کرایئے، اپنے معتقدین کو کفر وضلال سے

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اجر پایئے۔ واللہ الموفق

اس کے بعد پھر جناب مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی سے ہمارا مخلصانہ عریضہ ہے کہ آپ کی وہابیت وخارجیت طشت از بام ہو چکی ہے۔ آپ کا کوئی خون گرم حامی اب اس پر پردہ نہیں ڈال سکتا۔ اگر خدا تبارک وتعالیٰ توفیق بخشے تو اپنے تمام کفری وضلالی اقوال وہابیت وخارجیت سے سچی توبہ کر کے سنی مسلمان بن کر اپنا توبہ نامہ مشتہر کرایئے۔ دو جہاں کی عزتیں خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم سے پایئے اور اگر معاذ اللہ عار پر نار پسند ہو تو بسم اللہ اب ہمت کر کے آپ خود میدان مناظرہ میں آیئے اور اپنے اوپر سے کفر وارتداد ووہابیت وخارجیت کے پہاڑ ہٹایئے۔ بس آپ کے لیے صرف یہی تین امور ہیں۔

۱...... اپنا تقیہ باز، وہابی، دیوبندی، خارجی کافر، مرتد ہونا قبول کریں۔

۲...... یا اپنے اوپر سے تقیہ بازی ووہابیت ودیوبندیت وخارجیت وکفر وارتداد کے قطعی ثابت شدہ الزامات کو میدان مناظرہ میں آ کر اٹھائیں۔

۳...... یا ان سب باتوں سے سچی توبہ صحیحہ شرعیہ شائع فرمائیں۔

بولیے! آپ کو ان تینوں میں سے کون سا پسند ہے۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ آپ تیسرا ہی اختیار کر لیں۔ یہی آپ کے لیے بہتر ہے۔ آئندہ جو آپ کی مرضی ؎

من آں چہ شرط بلاغ ست با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

حکم شرعی

اس مناظرہ موراواں ضلع اناؤ میں تمام حاضرین جلسہ پر ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالم تاب سے بھی زیادہ روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی قاسم نانوتی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی عبدالشکور کاکوروی اپنے عقائد کفریہ مندرجہ ’’حفظ الایمان و براہین قاطعہ وتحذیر الناس‘‘ اخبار ’’النجم‘‘ لکھنؤ کی بنا پر بحکم شرع مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہیں ایسے کہ جو لوگ ان کے ان اقوال ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو مسلمان جانیں یا ان کو کافر نہ مانیں یا ان کو کافر کہنے میں توقف کریں یا ان کے کافر ہونے میں شک رکھیں، وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً کافر ہیں۔ جیسے مولوی شعیب ساکن موضع انواری مقیم موراواں، مولوی نور محمد مناظر دیوبندیہ، مولوی حبیب الرحمٰن مئووی، مولوی عبدالسلام ولد کاکوروی صاحبان وغیرہم یہ سب کے سب بحکم شریعت مطہرہ کافر، مرتد ہیں اور معاذ اللہ بے توبہ مرے تو ملعون و مستحق نار ابد ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ بحکم شریعت اٹھنا، بیٹھنا حرام، کھانا پینا حرام، ان کے مدرسوں میں چندہ دینا حرام، ان کے اخباروں رسالوں تحریروں کا دیکھنا، ان کی تقریروں کا سننا حرام، غرض ان کی موت و زندگی میں ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرنا حرام اور ان پر مرتدین کے جملہ احکام۔ والعیاذ باللہ العزیز العلام

قرآن عظیم فرماتا ہے: ’’وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارَ‘‘ (سورہ ھود: ۱۱۳) یعنی اور تم ظالموں کی طرف مت جھکو کہ تم کو آگ چھوئے گی۔

”لاتجالسوهم ولاتؤاكلوهم ولا تشاربوهم ولاتناكحوهم، ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم.“

یعنی بد مذہبوں کی صحبت میں مت بیٹھو، ان کے ساتھ کھانا مت کھاؤ، ان کے ساتھ پانی مت پیو، ان کے ساتھ بیاہ شادی مت کرو، اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کو دیکھنے مت جاؤ، اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے پر مت جاؤ، اگر کہیں ان سے تمہاری ملاقات ہو جائے تو ان کو سلام مت کرو، ان کے ساتھ نماز مت پڑھو، ان کے پیچھے نماز مت پڑھو۔

اور ان تمام احکام پر اس وقت تک عمل واجب ہے، جب تک وہ اپنے کفر وارتداد، اپنی بدمذہبی و بے دینی سے توبہ صحیحہ شرعیہ نہ کریں۔ ”فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوْا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ“ (سورہ توبہ: ۱۱) یعنی پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین

تنبیہ

مناظرے میں فریقین کی تقریروں کے لیے دس، دس منٹ مقرر ہوئے تھے۔ لہٰذا بعض بعض تقریریں دو، دو تین، تین وقفوں میں پوری ہوئیں۔ ہم نے اپنے نمائندوں کی یادداشتوں کی بنا پر سنی مسلمانوں کا انتظار رفع کرنے کے لیے یہ اجمالی مختصر غیر مرتب روداد پیش کردی ہے۔ دوران مناظرہ میں جو کچھ صدر مناظرۂ اہل سنت

حضرت حامیٔ سنیت ماحی لامذہبیت حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ الہ آباد اور صدر مناظرہ وہابیہ مولوی شعیب صاحب ساکن موضع انواری ضلع بارہ بنکی مقیم موراواں کے درمیان جو کچھ پُر لطف و دل چسپ گفتگوئیں اور فریقین کے مناظر صاحبان کی تین روز تک جو کچھ تقریریں ہوئیں، ان سب کی تفصیلی مبسوط مرتب روداد اگر آپ حضرات ملاحظہ فرمانا چاہتے ہوں، جس کے ملاحظہ سے آپ حضرات کو گھر بیٹھے مناظرے ہی کا لطف آ ائے تو رسالۂ مبارکہ مسمی بنام تاریخ ''**مبلغ وہابیہ کے افسادی احوال جدیدہ**'' (۱۳۵۹ھ) کا انتظار کیجیے۔

خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سرکار میں عرض ہے کہ اجمالی مختصر روداد مناظرہ مسمی بنام تاریخی ''مبلغ وہابیہ کا گریز'' (۱۳۵۹ھ) مسلمانان اہل سنت کے لیے مفید و نافع اور بدمذہبوں بے دینوں کے وساوس و اراجیف کا قاطع و قامع ہو۔ اٰمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ وبارک وسلم علی خیر خلقه، وقاسم رزقه، ومختار خزائنه، وعروس مملکته، سیدنا ومالکنا، وناصرنا، محمدواٰله وصحبه وابنه وحزبه أجمعین، والحمد للّٰہ رب العالمین

روز چہار شنبہ

۲۱/ ماہ فاخر ربیع الآخر شریف

۱۳۵۹ھ